عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ نمبر 8 ★ جلد 39 / 7

اکتوبر 2003ء

شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ

فلسطین میں اسرائیل کا ناسور اور قادیانیت کا کردار

مسلمانوں کی ذمہ داریاں ۔ اعتراف عظمت

پاکستانی فوج کو امریکی مدد کیلئے عراق بھیجنے کا شرعی حکم

شب برات کی فضیلت واہمیت

مرزا قادیانی کے الہامات کی کیفیت

بانی ماہنامہ ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ نمبر 8 ☆ جلد 7 / 39

نگران اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان

سرکولیشن منیجر رانا محمد طفیل جاوید

منیجر قاری محمد حفیظ اللہ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد ○ حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ حافظ محمد ثاقب
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ○ مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین ○ مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی ○ مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا غلام مصطفیٰ ○ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ○ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ○ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ ○ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ○ شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ ○ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ ○ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ○ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

رابطہ: دفتر مرکزیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان
فون ۵۱۴۱۲۲ - فیکس ۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ، حضوری باغ روڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

تاریخی فتوی	صاحبزادہ طارق محمود	3
جرمنی میں قادیانی جماعت کے سربراہ کا قبول اسلام	ادارہ	2
ردقادیانیت کورس چناب نگر... تیاری کیجئے	ادارہ	6

مقالات ومضامین

پاکستانی فوج کو امریکی مدد کے لئے عراق بھیجنے کا شرعی حکم	ادارہ	8
فلسطین میں اسرائیل کا ناسوراور قادیانیت کا کردار	صاحبزادہ طارق محمود	15
مسلمانوں کی ذمہ داریاں	مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	22
شب برات... فضیلت واہمیت	خطاب حضرت لدھیانویؒ	27
بکھرے موتی	مولانا اللہ وسایا	36
ناقابل فراموش... انمول یادیں	صاحبزادہ طارق محمود	39
اعتراف عظمت	مولانا قاضی احسان احمد	42

ردقادیانیت

روئیداد جلسہ اسلامیہ قادیان	منشی مولا بخش کشتہؒ	45
تحقیقات دستگیریہ فی ردھفوات براہین	مولانا غلام دستگیر قصوریؒ	47
مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی کیفیت	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	50
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

تاریخی فتویٰ!

عراق پر امریکی قبضہ برقرار رکھنے' عراقی مسلمانوں کی مزاحمت کی تحریک کچلنے کے لئے افواج پاکستان کو عراق بھیجنے کی آمادگی پر پوری قوم نے تشویش اور گہری فکرمندی کا اظہار کیا ہے۔ پاکستان کی دینی' سیاسی جماعتوں کی اکثریت نے حکومتی فیصلہ کے خلاف نہ صرف احتجاج کیا ہے بلکہ اس تجویز کو پاکستانی قوم کے جذبات مجروح کرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق گزشتہ دنوں راولپنڈی میں ہونے والے کور کمانڈروں کے اجلاس میں پاک افواج کے اعلیٰ افسران نے بھی امریکی اعانت اور عراقی عوام کی مزاحمت کو دبانے کے لئے پاک فوج کے جوانوں کو عراق بھیجنے کی مخالفت کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عوام اور پاکستان کی مسلح افواج عراق میں امریکی ڈھال بننے کے خلاف ہیں۔ عوام الناس اور عسکری قیادت کی رائے کو مزید تقویت ممتاز علمائے کرام اور مفتیان دین کے اس فتویٰ سے بھی ملی ہے جس میں انہوں نے شرعی احکام اور دینی تعلیمات کے پیش نظر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ امریکہ کے ساتھ تعاون کے حوالے سے پاک مسلم افواج کو عراق بھیجنا حرام ہے۔ فتویٰ میں قرآن وسنت' احادیث اور اکابرین امت کے اقوال کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ موجودہ حالات میں پاک فوج کو عراق بھیجنا شرعی لحاظ سے سراسر ناجائز ہے۔ پاک مسلح افواج کے بنیادی اصولوں میں جہاد اور ملکی دستور میں عالم اسلام سے وفاداری کا عہد شامل ہے۔ عراق کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہونا جو امریکی جارحیت اور جبر واستبداد کا شکار ہوئے ہیں۔ قرآن وسنت اور امت کے اجتماعی ضمیر اور خود پاکستان کے دستور قوم کی خواہش اور فوجی مقاصد کے خلاف ہے۔ واضح رہے کہ یہ فتویٰ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی' سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ کے سابق رکن اور معروف اسلامی سکالر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے دستخطوں سے جامعہ دارالعلوم کراچی نے جاری کیا ہے۔ متحدہ مجلس عمل کے 9 رکنی علماء کمیشن نے بھی اس تاریخی فتویٰ کی توثیق کر دی ہے۔ ملک کے ممتاز علمائے دین ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر' مولانا مفتی نظام الدین شامزئی' مولانا مفتی سیف اللہ حقانی' مولانا سمیع الحق' مولانا عبدالمالک اور مولانا عبدالرزق راولپنڈی کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے بھی اس فتویٰ پر دستخط کر کے تائید کی ہے۔ علماء کمیشن کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے راولپنڈی میں 14 اگست 2003ء کو متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام ہونے والے جلسہ عام میں اس فتویٰ کا اعلان کیا۔

ہم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا محمد تقی عثمانی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے موجودہ حالات کے تناظر میں جب کہ مشرف حکومت امریکی دباؤ کے تحت عوامی خواہشات اور شرعی و دینی احکامات کے برعکس بر

امریکی حکم ماننے پر تیار ہو جاتی ہے۔ ملک کے جید علماء نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر شرعی فتویٰ جاری کر کے دانشمندی کا مظاہرہ کرنے کے علاوہ اپنے دینی فرائض منصبی ادا کرنے کا حق بھی ادا کیا ہے۔ یہ روایتی سعادت اگرچہ دیوبند مسلک کے علماء کو حاصل ہوئی ہے جنہوں نے ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق بلند کیا ہے۔ تحریک آزادی ہو یا تحریک خلافت علمائے دیوبند نے کٹھن حالات اور دباؤ کے باوجود ایسے شرعی دینی فتویٰ جاری کر کے امت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اس موقع پر ضرورت اس امر کی ہے کہ باقی تمام مسالک اور مکاتب فکر کے علماء بھی فتویٰ جاری کریں تاکہ عراقی مسلمانوں کی اخلاقی مدد کے حوالے سے ہم آہنگی کا مظاہرہ ہو سکے۔

اس موقع پر ہماری عسکری قیادت کو ان علماء اور مفتی صاحبان کا شکر گزار ہونا چاہئے جنہوں نے فتویٰ جاری کر کے نہ صرف ان کی عملی مدد کی ہے بلکہ انہیں امریکہ کے سامنے دینی نکتہ نظر اور امت اسلامیہ کے جذبات کے حوالے سے بطور جواز یہ فتویٰ پیش کر کے جان چھڑانے کا سنہری موقع بہم پہنچایا ہے۔

پاکستان کے علماء اور مفتی عظام کا فتویٰ ایک تاریخ ساز حیثیت کا حامل ہے۔ بعض حلقوں نے علمائے کرام کے اس فتویٰ کو متحدہ مجلس عمل کا سیاسی فتویٰ قرار دے کر سبوتاژ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ان کا موقف قطعی غیر تسلی بخش ہے کہ شرعی فتویٰ کا مقصد حکومت پر دباؤ بڑھانا ہے۔ جن علماء اور مفتی صاحبان نے فتویٰ جاری کیا ہے ان کا ملک کی علمی سیاست سے کبھی تعلق نہیں رہا۔ جہاں تک متحدہ مجلس عمل کی طرف سے فتویٰ کی توثیق کا معاملہ ہے تو ہر ذی شعور یہ جانتا ہے کہ متحدہ مجلس عمل میں بھی شامل دینی جماعتوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ دینی معاملات میں خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کی بجائے کماحقہ اپنے فرائض سرانجام دیں۔ اس فتویٰ کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے والوں کو یا اس پر معترض ہونے والوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ فتویٰ مجلس عمل کی طرف سے جاری نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس فتویٰ کی ابتدائی محرک وہ شخصیات ہیں جو ہمیشہ قرآنی احکامات' شرعی اصولوں کے تحت فتوے جاری کرتے ہیں۔ ان کا منصب تقاضا کرتا ہے کہ وہ ایسے نازک حالات میں قوم کی رہنمائی کے لئے اپنے دینی وشرعی فرائض کو اولین ترجیح دیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے منصب سے مکمل انصاف کیا ہے۔ وہ اپنے فتویٰ پر شرمندہ نہیں خوش ہیں کہ انہوں نے مخصوص حالات کی سنگینی اور دباؤ کے باوجود ضمیر اور ایمان کا فتویٰ جاری کر کے دین ودنیا کی سرخروئی حاصل کی ہے۔

جرمنی میں قادیانی جماعت کے سربراہ کا قبول اسلام

گزشتہ ماہ جرمنی کی قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا شیخ راحیل احمد نے اپنے گھر کے نو افراد کے ہمراہ قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا ہے۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد سابق قادیانی رہنما نے لکھا ہے کہ قادیانی جماعت کوئی اسلامی فرقہ نہیں بلکہ مذہب کے نام پر پیسے اکٹھے کرنے والا ادارہ ہے۔ اگر عہدیداروں کو غلط بات' سیاست سے بچنے یا کسی مجبوری کے سبب جماعت کے کام سے معذرت کی جائے تو شراب پینے والے افراد مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ انہوں نے قادیانی جماعت کے دیگر عہدیداروں کی جانب سے جرمنی جماعت قادیانیہ کے نام

پر مال کمانے، ظلم کرنے اور دیگر اقدامات کا ذکر بھی کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اب اسلام کے نام پر استحصالی نظام سے تعلق توڑ کر پیغمبر خاتم النبیین ﷺ کی صحیح غلامی میں آ جائیں۔

قادیانی جماعت کے سابق سربراہ آنجہانی مرزا طاہر کی موت کے بعد قادیانی جماعت کے لئے بلاشبہ دوسرا بڑا سانحہ ہے۔ جبکہ شیخ راحیل احمد کا قبول اسلام مسلمانوں کے لئے حوصلہ مندی اور احتساب قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والوں کے لئے فتح مندی کی نوید ہے۔ شیخ راحیل ایک بڑے قادیانی مبلغ تھے۔ وہ پیدائشی قادیانی تھے اور اس حوالے سے انہوں نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ قادیانی جماعت اور اس کے رہنماؤں کے ساتھ گزارا ہے۔ قادیانی مذہب پر دو حرف بھیج کر اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہے کہ موصوف قادیانی جماعت کے اندرونی نظام، جماعت کے رہنماؤں کے کردار اور قادیانی مذہب کی حقیقت کے خوب واقف حال ہیں۔ ہمیں شیخ راحیل کے بیان کے مکمل متن کا انتظار ہے۔ تاہم تائب ہونے کے بعد ان کے تاثرات کا غمّنی خاکہ جو اخبارات میں شائع ہوا ہے قادیانی فتنہ کے مکروہ چہرے سے نقاب الٹ کر خانہ ساز نبوت کی اندر خانہ حقیقت کو واضح کرنے میں کافی ہے۔

شیخ راحیل کا اپنے داماد اور خاندان سمیت قادیانی مذہب کو چھوڑ کر بقول اسلام پاکستان اور بالخصوص بیرونی دنیا کو آئینہ صداقت دکھانے کا غیر معمولی واقعہ ہے۔ شیخ راحیل نے قادیانی فتنہ کے نشیب وفراز دیکھ کر قادیانی جماعت کی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور مکروہ عزائم کا مشاہدہ کر کے اسلام قبول کیا ہے۔ انہوں نے کسی مبلغ اسلام یا مسلم عالم دین کی دعوت پر اسلام قبول نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی مسلم سکالر سے مناظرہ کے بعد متاثر ہو کر قادیانیت چھوڑی ہے۔ ان کا قبول اسلام ان کے ضمیر کا فیصلہ ہے اور ضمیر کے فیصلے کبھی غلط نہیں ہوا کرتے۔ جرمنی جماعت کے سابق رہنما شیخ راحیل جو گزشتہ سترہ برس سے قادیانی جماعت کے لئے سرگرم عمل تھے قادیانیت سے تائب ہونے کے بعد قادیانیت کے خلاف اور سچے مذہب اسلام کی تبلیغ کا عزم انتہائی خوش آئند ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے قادیانی جماعت کے رہنماؤں کی قادیانیت کی ترقی کے دعوؤں کی ساری قلعی کھول دی ہے۔ بیرونی دنیا پر اب یہ حقیقت آشکارا ہونے کا وقت آ گیا ہے کہ قادیانی مذہب اسلام کی آڑ میں محض ایک ڈھونگ ہے، فراڈ ہے۔ شیخ راحیل کے اس انکشاف کے بعد کہ قادیانی رہنما شراب کے رسیا ہیں۔ ان کی نام نہاد صالحت کا بھانڈہ بھی پھوڑ دیا ہے۔ ہم شیخ راحیل کے جذبہ عزم کو سلام پیش کرتے ہیں اور ان سے اب یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ صالح نور بن کر قادیانی جماعت کے راز ہائے اندرون خانہ کو جہاں بے نقاب کر کے منظر عام پر لائیں گے وہاں حضرت مولانا لال حسین اختر بن کر قادیانیت کے خرمن کے لئے اللہ کے عذاب کی بجلی بن کر گریں گے۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کا محاورہ بے مثل ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ راحیل کی حفاظت فرمائے۔ انہیں قادیانی جماعت کے سرخیل رہنماؤں کی سازش اور شر سے محفوظ فرمائے۔

شیخ راحیل کا قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنا قادیانی فتنہ کی موت کے مترادف ہے۔ مرزائیت

کے بڑھتے ہوئے اثرات کو زائل کرنے کے لئے موصوف کا قبول اسلام قدرت کا کیمیائی نسخہ ہے۔ احتساب قادیانیت کے حوالے سے ہمارا یہ شروع سے دعویٰ رہا ہے کہ قادیانی مذہب کو اسلام کا لبادہ پہنا کر پیش کیا گیا ہے۔ قادیانیت درحقیقت اس صیہونی تحریک کا نام ہے جس نے عالم اسلام عربوں اور بالخصوص پاکستان کی وحدت اور سالمیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ شیخ راحیل کا قبول اسلام کا واقعہ گمراہ اور سادہ لوح قادیانیوں کے لئے دعوت فکر کی حیثیت رکھتا ہے۔ شیخ صاحب! ردقادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فروغ کے لئے جس قدر کام کریں گے وہ قادیانیوں کے لئے موثر اور کارگر ثابت ہوگا۔

ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ راحیل اور ان کے خاندان کو استقامت عطا فرمائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نام نہاد نبوت کو چھوڑ کر وہ آقائے نامدار ﷺ کی قابل فخر غلامی میں آئے ہیں تو سرکار دو عالم ﷺ کی نظر کرم اور اللہ تعالیٰ کی مدد یقیناً ان کے شامل ہوگی۔

ردقادیانیت کورس......تیاری کیجئے

حسب روایت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام چناب نگر میں 14 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2003ء ردقادیانیت وعیسائیت کورس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ملک بھر کے دینی مدارس، یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلباء کی ایک کثیر تعداد اس کورس میں حصہ لیتی ہے۔ ملک کے ممتاز دینی مذہبی سکالر اور ماہرین کو مدعو کیا جاتا ہے جو قادیانیت اور عیسائیت کے حوالے سے لیکچر دیتے ہیں۔ باقاعدہ کلاسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کورس کے اختتام پر طلباء کا امتحان لیا جاتا ہے۔ کامیاب اور پوزیشن حاصل کرنے والے جوان طلباء کو اسناد کے علاوہ جماعتی کتب کا سیٹ اور متعلقہ عنوانات کے لحاظ سے لٹریچر بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ حضرت الامیر خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اپنی پیرانہ سالی کے باوجود تقسیم اسناد کی تقریب میں شرکت فرماتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اندرون وبیرون ملک احتساب قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور بالخصوص حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم محاسبہ قادیانیت کی تحریک کے ضمن میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ چناب نگر میں ہونے والا ردقادیانیت وعیسائیت کورس بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کورس کا بنیادی مقصد دینی مدارس کے طلباء کی ذہن سازی اور تربیت ہے۔ تاکہ وہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد دینی علوم کی روشنی پھیلانے کے ساتھ ساتھ اسلام کے بنیادی واساسی عقیدہ ختم نبوت کے مبلغ اور داعی بھی بن سکیں۔ قادیانی جماعت نے یہود وہنود کی سرپرستی میں قادیانیت کی تبلیغ اور اس کے فروغ میں اپنے تمام وسائل جھونک دیئے ہیں۔ اسلام دشمن باطل قوتوں کے سرمائے کے بل بوتے پر قادیانی جماعت نے سٹلائٹ اور مواصلات کے نشریاتی نظام کے ذریعہ قادیانی فتنہ کے جال پھیلانے کا نیٹ ورک شروع کر رکھا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے محدود وسائل کے باوجود ہر سطح پر قادیانیت کے احتساب میں

سرگرم عمل ہے۔ ردقادیانیت کے حوالے سے مرکزی کورس ملتان میں ہر سال جماعت کے زیر اہتمام منعقد ہوتا ہے۔ اسی طرح ملک کے بعض شہروں میں ردقادیانیت کورس کروائے جاتے ہیں۔ ان تمام کورسوں کے انعقاد کا بنیادی مقصد نئی نسل کو قادیانی فتنہ کی شرانگیزی سے محفوظ کرنے کے علاوہ نئی نسل کی نوجوان قیادت کو تیار کرنا بھی مقصود ہے۔ گزشتہ چند برسوں سے ملک بھر میں ہونے والے ردقادیانیت کے کورسز کا خاطر خواہ نتیجہ سامنے آیا ہے۔ ردقادیانیت کورسز قادیانیت اور عیسائیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کو روکنے اور کم کرنے میں ممد ثابت ہوئے ہیں۔ ہمارے دینی مدارس کے طلباء نے ردقادیانیت کورسز میں جس دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ نئی نسل قادیانی فتنہ کے دام ہمرنگ زمین میں نہیں آئے گی۔ انشاء اللہ!

ردقادیانیت کورسز کے انعقاد پر مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت مطمئن ہے۔ جماعت کی مرکزی قیادت اس امر پر غور کررہی ہے کہ ملک بھر کے اہم شہروں میں ردقادیانیت کورسوں کا جال بچھادیا جائے۔ تاکہ نوجوان نسل قادیانیوں کے مکروہ عقائد اور ناپاک عزائم سے باخبر ہو اور ان کورسز کے ذریعہ حاصل شدہ علم کو مزید آنے والی نسلوں میں منتقل کردے۔ بحیثیت مسلمان ہم سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ جس فتنہ نے عالم اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اس کے مزید مضمرات سے بچنے کے لئے کمربستہ ہوجائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر میں منعقد ہونے والا ردقادیانیت وعیسائیت کورس اس لحاظ سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ قادیانیوں کے مرکز دارالکفر میں منعقد ہوتا ہے اور دور دراز علاقوں سے سفر کرنے والے طلباء ایک خاص جذبے سے سرشار ہو کر اس کورس میں شرکت کرنا اپنے لئے سعادت مندی سمجھتے ہیں۔ کورس میں شرکت کے لئے جماعت کے دونوں ترجمان رسالوں ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک میں اشتہار کے علاوہ باضابطہ اشتہارات بھی ملک بھر میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ شرکائے کورس کو طعام وقیام کے علاوہ نقد وظیفہ اور سٹیشنری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مہیا کی جاتی ہے۔ ہم ملک بھر کے دینی مدارس اور کالجوں کے طلباء سے پرزور درخواست کریں گے کہ وہ اس ایمان پرور ردقادیانیت وعیسائیت کورس میں جوق در جوق تشریف لائیں۔ جماعت کی مقامی قیادت ان کے لئے چشم براہ ہوگی۔ ختم نبوت کے اس عظیم مرکز میں ذہنی تربیت کے علاوہ انہیں روحانی آسودگی بھی حاصل ہوگی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کورس کو کامیاب بنائے اور شرکائے کورس کی شمولیت کے جذبہ کو منظور وقبول فرمائیں۔ آمین!

بقیہ: اعتراف عظمت

یقیناً یہ اسلام کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔“

اللہ اکبر ! اپنے وقت کے ایک ممتاز مرشد حق آگاہ کی زبان مبارک سے شاہ صاحب کے کمالات علمی وعملی پر اتنی مضبوط شہادت شاہ صاحبؒ ایسے عبقری اور اسعد انسان کو میسر آسکتی ہے۔ تھانہ بھون کی ان ہی عارفانہ مجلسوں میں اس معرفت آگاہ درویش نے برسبیل تذکرہ ایک روز یہ بھی فرمایا کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ عالم باعمل ہیں۔ اس پر کسی نے محسوس کر کے کہ شاہ صاحبؒ کی کمال درجہ کی تعریف نہیں ہوئی۔ اس نے کہا: ”حضرت وہ تو بہت بڑے عالم ہیں۔“

پاکستانی افواج کو

امریکی مدد کیلئے عراق بھیجنے کا شرعی حکم!

قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں حرام ہے

پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے جید علماءؒ ومفتیان کرام کا متفقہ فتویٰ!

پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے جید علماءؒ ومفتیان کرام کی شرعی کونسل نے ۱۲ر اگست ۲۰۰۳ء کو کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق مہتمم واستاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ کی صدارت میں اپنے اجلاس میں طویل غور وخوض کے بعد یہ فتویٰ صادر کیا جسے مولانا سمیع الحق نے ۱۴ر اگست کی شام کو دینی جماعتوں کے بڑے جلسہ عام (منعقدہ لیاقت باغ راولپنڈی) میں ہزاروں علماءؒ ومشائخ اور مسلمانوں کی موجودگی میں پڑھ کر جاری کیا۔

استفتاء:

حکومت پاکستان امریکہ کی درخواست پر پاکستانی افواج عراق بھیجنے کا ارادہ کررہی ہے، کیا حکومت پاکستان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی افواج عراق بھیج کر امریکہ کے ساتھ تعاون کرے؟

الجواب:

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم، وعلى آله واصحابه اجمعين وعلى كل من تبعهم باحسان الى يوم الدين۔

موجودہ حالات میں جب کہ عراق پر امریکہ نے سراسر ظالمانہ قبضہ کیا ہوا ہے، حکومت پاکستان یا کسی بھی حکومت کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ ان کے تعاون کے لئے وہاں اپنی فوجیں بھیجے

جس کی مندرجہ ذیل وجوہ بالکل واضح ہیں:

ا:....امریکہ نے عراق پر حملہ کر کے جس طرح ظلم و بربریت کا مظاہرہ کیا ہے اور نہ صرف اسلام بلکہ دنیا بھر کے مسلم قانونی اور اخلاقی ضابطوں کو پامال کرنے کی متکبرانہ جسارت کی ہے' اس کے کہنے پر وہاں فوجیں بھیجنا اس کے اس سراسر ظالمانہ حملہ کی تائید ہے' جس کے حرام ہونے پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔

۲:....امریکہ عراق پر اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد وہاں اپنے قبضہ کو مستحکم کرنے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے مختلف ملکوں سے اپنی فوجیں بھیجنے کی درخواست کر رہا ہے' شرعی نقطہ نظر سے صورتحال یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان ملک پر کوئی غیر مسلم قوم حملہ کرلے' تو ضرورت کے وقت تمام مسلمانوں پر اس کا دفاع واجب ہے اور اگر کوئی غیر مسلم قوم مسلمان ملک پر قبضہ کرلے تو تمام مسلمان حکومتوں پر واجب ہے کہ اس قبضہ کو جلد از جلد ختم کرانے کے لئے تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لائیں' ظاہر ہے ایسے حالات میں قبضہ ختم کرانے کی بجائے اس ظالمانہ قبضہ کو مزید مستحکم کرانے کی کوشش سراسر حرام اور ناجائز ہے۔

۳:....امریکہ کے عراق پر فوجی طاقت مسلط کرنے کے باوجود عراق کے مسلمان امریکی قبضہ کی مسلسل مزاحمت اور مقاومت کر رہے ہیں' جس کا انہیں پورا حق حاصل ہے' ایسے حالات میں عالم اسلام کا فرض ہے کہ وہ ان عراقی مسلمانوں کی مدد اور حمایت کرے' اس صورتحال میں اپنی فوجوں کو امریکہ کے زیر کمان دینے کا نتیجہ یقیناً یہ ہوگا کہ مسلمان فوجوں کو ان عراقی مسلمانوں کے مدمقابل لاکھڑا کیا جائے۔ یہ دعویٰ کہ افواج پاکستان کو عراق میں قیام امن کے لئے دعوت دی جارہی ہے' خود اس بات کا اعتراف ہے کہ انہیں عراق کے ان مسلمانوں سے ٹکرایا جائے گا' جو امریکی قبضہ کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں' مسلمانوں کے مقابلہ میں غیر مسلم غاصبوں کی امداد قرآن وسنت کی صریح نصوص کے بالکل خلاف ہے' جس کے حرام ہونے میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں ہوسکتا' قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے:

”یا ایھا الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودة وقد کفروا بما جاء کم من الحق“۔ (الممتحنہ:۱)

ترجمہ:....”اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو اپنا ولی نہ بناؤ کہ ان سے دوستی کے ڈول ڈالنے لگو جبکہ انہوں نے اس حق کا انکار کیا ہے جو تمہارے پاس آیا ہے“۔

یہ آیت جس واقعے کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے' اس میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے

صرف اتنا کیا تھا کہ ان کے جو اعزہ' اقرباء مکہ میں مقیم تھے' ان کی مصلحت کے پیش نظر کفار مکہ کو یہ خبر بھیجنی چاہی تھی کہ ان پر حملے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ (صحیح بخاری)

اگرچہ اس واقعے سے مسلمانوں کو کوئی قابل ذکر نقصان نہیں پہنچا' لیکن قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات نے اس اقدام پر شدید گرفت فرمائی (تفسیر ابن کثیر ج:۴' ص:۳۴۵) اور آئندہ کے لئے یہ مستقل قانون بنادیا کہ غیر مسلم طاقتوں سے بے گناہ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تعاون اور دوستی کسی صورت جائز نہیں۔ اسی سورہ میں آگے اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی ہے:

”لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون“ (الممتحنہ:۹'۸)

ترجمہ:...”اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ جن (کافر) لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا' ان کے ساتھ تم حسن سلوک اور انصاف کا معاملہ کرو' بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے' ہاں اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے روکتا ہے کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملے میں لڑائیاں کیں اور تمہیں گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالے جانے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کی' ایسے لوگوں کے تم معاون نہ بنو اور جو ان کی معاونت کرے تو ایسے لوگ ظالم ہیں“۔

ان آیات میں پوری صراحت کے ساتھ ایسے غیر مسلموں کی ہم نوائی اور اعانت کو حرام قرار دیا گیا ہے جو مسلمانوں سے جنگ کریں اور انہیں خانماں برباد کریں یا اس کام میں ان کے ساتھ تعاون کریں۔ امریکہ نے خود بھی ہزارہا مسلمانوں کو وحشیانہ طریقے پر بربریت کا نشانہ بنایا ہے اور ہزارہا مسلمانوں کو خود بھی بے گھر کیا ہے اور اسرائیل کی بھرپور مدد بھی کی ہے' جو سالہا سال سے ان جرائم کا مرتکب ہے۔ لہذا وہ اس آیت کے مفہوم میں بلاشک وشبہ داخل ہے اور اس کی اعانت پر یہ آیت مکمل طور سے صادق آتی ہے' مسلمانوں کے خلاف کافروں سے دوستانہ تعاون کی حرمت متعدد آیات میں مختلف عنوانات سے بیان فرمائی گئی ہے' خاص طور پر مندرجہ ذیل آیات کریمہ مسلمانوں کے لئے سرمایہ بصیرت ہیں:

الف:....’’الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین أیبتغون عندھم العزة فان العزة لله جمیعا‘‘۔ (النساء:۱۳۹)

ترجمہ’’یہ وہ لوگ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست و ہمنوا بناتے ہیں کیا یہ ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ تو (یہ سمجھ لیں) کہ عزت تمام تر اللہ کے قبضے میں ہے‘‘۔

ب:...’’یا ایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین اتریدون ان تجعلوا لله علیکم سلطانا مبینا‘‘

(النساء:۱۴۴)

ترجمہ:’’اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلاف کھلی حجت دے دو؟‘‘

ج:...’’یا ایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانه منھم ان الله لایھدی القوم الظالمین‘‘۔ (المائدہ:۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی انہیں دوست بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا' بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا‘‘۔

د:...’’یا ایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا الله ان کنتم مؤمنین‘‘۔ (المائدہ:۵۷)

ترجمہ:’’اے ایمان والو! تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی ان میں سے جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا یا ان کو اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو‘‘۔

۴:....مذکورہ بالا آیات اور نبی کریم ﷺ کے بہت سے ارشادات کی روشنی میں فقہاء امت نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ کسی مشترک دشمن کے خلاف بھی غیر مسلموں سے مدد لینا یا ان کی مدد کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے' جب وہ غیر مسلم مسلمانوں کے پرچم تلے جنگ کریں اور جنگ کے نتیجے میں مسلمانوں کا حکم غالب ہو' امام ابوبکر جصاصؒ سورۂ نساء کی مذکورہ بالا آیات کے تحت فرماتے ہیں:

’’وھذا یدل علی انہ غیر جائز للمؤمنین الاستنصار بالکفار علی غیرھم من الکفار اذا کانوا متی غلبوا کان حکم الکفر ھو الغالب‘‘۔ (احکام القرآن ج۲ ص۳۵۲)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کفار کے مقابلے میں دوسرے کفار سے ایسی حالت میں مدد لیں جب فتح کی صورت میں کفر کا حکم غالب ہو۔

نیز امام محمد السیر الکبیر میں فرماتے ہیں:

’’لاباس بان یستعین المسلمون باھل الشرک علی اھل الشرک اذا حکم الاسلام ھو الظاھر علیھم‘‘۔

(شرح السیر الکبیر ج۳ ص۱۸۶)

ترجمہ ’’مسلمان اگر اہل شرک کے مقابلے میں دوسرے اہل شرک سے مدد لیں تو اس میں اس وقت کچھ حرج نہیں جب اسلام کا حکم ان پر غالب ہو‘‘۔

دوسری طرف اگر کوئی غیر مسلم قوم کسی دوسری غیر مسلم قوم سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کو دعوت دیں تب بھی اصل حکم یہی ہے کہ مسلمانوں کے لئے ان میں سے کسی بھی فریق کی مدد کرنا جائز نہیں' البتہ اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر غیر مسلموں کی یہ دعوت قبول نہ کی گئی تو وہ خود مسلمانوں کو بھی قتل کر ڈالیں گے' تب ان کی مدد کرنا جائز ہوگا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں:

’’لاینبغی للمسلمین ان یقاتلوا اھل الشرک مع اھل الشرک ... ولو قال اھل الحرب لاسراء فیھم قاتلوا معنا عدونا من المشرکین وھم المشرکون ... فاذا کانوا یخافون اولئک المشرکین الاخرین علی انفسھم فلاباس بان یقاتلوھم‘‘۔

ترجمہ: ’’مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اہل شرک کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر دوسرے اہل شرک سے جنگ کریں اور اگر اہل حرب نے مسلمان قیدیوں سے کہا کہ ہمارے مشرک دشمن سے ہمارے ساتھ لڑو اور وہ خود بھی مشرک ہے تو اگر ان قیدیوں کی ان مشرکوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہو تو ان کیلئے جائز ہوگا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر انکے دشمن مشرکوں سے لڑیں‘‘۔ (شرح السیر الکبیر ج۳ ص۲۲۱'۲۲۲)

یہ سب کچھ اس وقت ہے جب غیر مسلموں کے ساتھ مل کر دوسرے غیر مسلموں سے جنگ

کی جارہی ہو‘ لیکن اگر غیر مسلموں کے مقابلے میں مسلمان ہوں اور پھر غیر مسلم اپنے ساتھ مل کر اپنے مدمقابل مسلمانوں سے لڑنے کی دعوت دیں تو اس دعوت کا قبول کرنا حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں ہے۔ یعنی اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہ مانا کہ ان کے ساتھ مل کر دوسرے مسلمانوں سے لڑا جائے‘ تو یہ غیر مسلم خود ہمیں قتل کر ڈالیں گے‘ تب بھی ان کا یہ مطالبہ ماننا مسلمانوں کیلئے جائز نہیں ہے‘ خواہ اسے خود اپنی جان دے دینی پڑے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں:

”وان قالوا لهم قاتلوا معنا المسلمين والا قتلناكم لم يسعهم القتال مع المسلمين“۔

ترجمہ: ”اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے‘ تب بھی ان کے لئے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں“۔

امام سرخسیؒ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لان ذلك حرام على المسلمين بعينه فلايجوز الاقدام عليه بسبب تهديد بالقتل كما لو قال له: اقتل هذا المسلم والا قتلتك“۔ (شرح السیر ج:۳ ص:۲۳۲)

ترجمہ: ”اس لئے کہ مسلمانوں کے لئے دوسرے مسلمانوں سے جنگ حرام لعینہ ہے لہٰذا قتل کی دھمکی کی صورت میں بھی ایسا اقدام جائز نہیں‘ یہ ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص کہے کہ اس شخص کو قتل کر دو ورنہ میں تمہیں قتل کرتا ہوں“۔ (کہ اس دھمکی کی وجہ سے دوسرے کو قتل کرنا جائز نہیں)

خلاصہ:

یہ ہے کہ پاکستان کی افواج کو جن کے مقاصدِ وجود اور بنیادی اصولوں میں ”جہاد“ شامل ہے اور جن کے ملک کے دستور میں عالم اسلام کے مسلمانوں سے وفاداری کا عہد شامل ہے‘ عراق کے ان مسلمانوں کے خلاف صف آراء کر دینا جو امریکہ کے جبر و استبداد اور اس کے ظالمانہ تسلط کے خلاف جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں‘ قرآن و سنت کی صریح نصوص اور امت کے اجتماعی ضمیر کے خلاف تو ہے ہی‘ خود پاکستان کے دستور اور افواج پاکستان کے مقاصد کے بھی خلاف ہے اور اگر خدانخواستہ یہ سراسر ناجائز قدم اٹھایا گیا‘ تو افواج پاکستان کی عزت و وقار اور ان کی نیک نامی پر ایک بدترین دھبہ لگانے کے مترادف ہوگا۔

بنأ بریں سرزمین عراق پر امریکی عزائم کی تکمیل میں تعاون‘ امریکی مظالم کے خلاف عراقی مسلمانوں کی نفرت واحتجاج پر قابو پانے اور امریکی افواج کی قیادت یا نیابت میں عراق کے نہتے مسلمانوں سے دست وگریبان کرانے کے لئے مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کی افواج کی تشکیل کرنا‘ اسلامی شریعت کی رو سے حرام ہے‘ ہمارے جو مسلمان بھائی اس سنگین اقدام کو معمولی سمجھتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے خون کی حرمت کا اعتقاد نہ رکھتے ہوئے (اسے جائز سمجھ کر) امریکی افواج کی قیادت یا نیابت میں مذکورہ فرائض انجام دینے کی غرض سے عراق جائیں گے‘ ان کے دولت ایمان سے محروم ہونے کا خطرہ ہے‘ اگر وہاں مسلمان عراقیوں کے ہاتھ کوئی ہلاک ہوگیا تو وہ اسلامی اعزاز واکرام کا مستحق نہیں رہے گا‘ بلکہ جان بوجھ کر قتل مسلم کا اقدام کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب شمار ہوگا‘ بعض فقہاء نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع کیا ہے۔

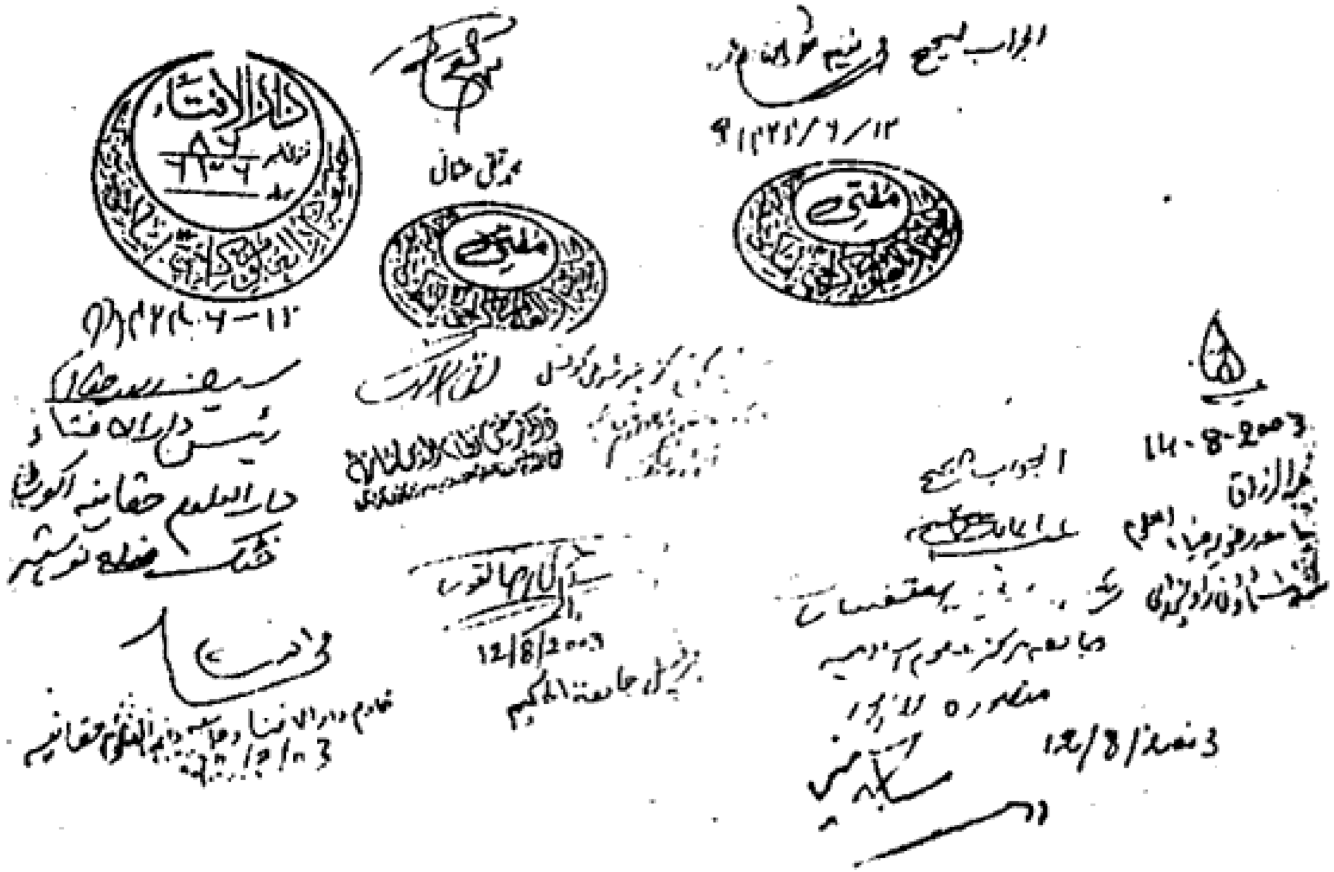

بقیہ: بکھرے موتی

نمبر ۲۲ باب الصلوۃ مع آئمۃ الجور) ابوالعالیہؒ کی ران پر حضرت ابن صامتؓ نے ان کی ران پر حضرت ابوذرؓ نے اس لئے ہاتھ مارا کہ اسی مسئلہ کے جواب پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کی ران پر ہاتھ مارا تھا۔ دیکھئے کہ رواۃ حدیث جس طرح روایت نقل کرتے تھے اس کے ساتھ اس موقعہ کا اگر کوئی آنحضرت ﷺ کا عمل ہوتا تو اسے بھی دہراتے تھے۔ تاکہ حدیث رسول ﷺ کے بیان کے عمل رسول ﷺ پر بھی عمل ہوجائے۔ روایت احادیث میں ان رواۃ کی اس احتیاط کے باوجود کیا کہتے ہیں منکرین حدیث کہ احادیث من گھڑت ہیں؟۔

صاحبزادہ طارق محمود

فلسطین میں اسرائیل کا ناسور اور قادیانیت کا کردار

عربوں کی وحدت کو نقصان پہنچانے اور فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کے سلسلہ میں قادیانیوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔ فلسطین کے محاذ پر قادیانی جماعت کی غیر معمولی دلچسپی تاریخی حقائق سے ثابت ہوتی ہے۔ قادیانی جماعت کے سابقہ سربراہ مرزا طاہر ملعون فلسطین کی سرزمین میں پہلے قادیانی مرکز کے قیام کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”اصل واقعہ یہ ہے کہ شام کے دارالخلافہ دمشق میں سلسلہ احمدیہ کی طرف سے جلال الدین شمس قادیانی اواخر 1924ء سے فرائض تبلیغ سرانجام دے رہے تھے۔ اس وقت شام پر فرانسیسی حکومت مسلط تھی۔ چنانچہ دمشق کے مشائخ وعلماء فرانسیسی حکومت کے رئیس الوزراء کے پیش ہوئے اور درخواست کی کہ اس قادیانی مبلغ کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ چنانچہ ان کی اس درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے حکومت نے 9 مارچ 1928ء کو آپ کو حکم دیا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر شام سے نکل جائیں۔ جناب شمس صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کو بذریعہ تار اس واقعہ سے مطلع کر کے راہنمائی چاہی تو آپ کو حیفا جانے کا ارشاد ہوا۔ چنانچہ آپ دمشق میں ایک مقامی قادیانی جناب السید منیر الحسینی صاحب کو اپنا قائم مقام بنا کر 17 مارچ کو حیفا تشریف لے گئے اور اس طرح پہلی مرتبہ فلسطین میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی مرکز قائم ہوا۔“

(”ربوہ سے تل ابیب تک“ پر مختصر تبصرہ از مرزا طاہر احمد ص 61)

فلسطین میں یہودی ریاست (اسرائیل) کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اور بعد میں یہ خطہ قادیانیوں کی خصوصی دلچسپی کا مرکز بنا رہا۔ جب فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو ان کے صدیوں پرانے وطن سے نکال کر مغربی استعمار یہودی ریاست کے قیام کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچا رہا تھا۔ قادیانی جماعت سامراجی عزائم ومقاصد اور ان کی خواہشات کے لئے عملاً اس کی راہیں ہموار کر رہی تھی۔ خطہ فلسطین میں قادیانی جماعت کی گہری دلچسپی کا اندازہ ایک قادیانی مبلغ کی تحریر سے لگایا جاسکتا ہے۔

”میں نے یہاں کے ایک اخبار میں اس پر آرٹیکل دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہودیوں کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہودیوں کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دے دی گئی اور بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ پھر مسلمانوں کو۔ اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہئے۔ کیا مسلمانوں نے کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا۔ سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے ہیں' آزما چکے ہیں اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں (انگلستان) کے اخبار میں شائع

ہوا ہے اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔''

(الفضل قادیان ج 5 نمبر 75 مورخہ 19 مارچ 1918ء)

قادیانی جماعت کی تصنیف تاریخ احمدیت کے حوالے سے موتمر المصنفین دارالعلوم اکوڑہ خٹک پشاور نے مسئلہ فلسطین اور اسرائیل کے قیام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''1947ء تک قادیانی سرگرمیاں فلسطین میں پھلتی پھولتی رہیں۔ اللہ دتہ جالندھری، محمد سلیم چوہدری، محمد شریف، نور احمد، منیر، رشید احمد چغتائی جیسے معروف قادیانی مبلغ تبلیغ کے نام پر عربوں کو محکوم بنانے کی مذموم سازشیں کرتے رہے۔ 1934ء میں مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان نے اپنے استعماری صیہونی مقاصد کی تکمیل کے لئے تحریک جدید کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد رکھی اور جماعت سے سیاسی مقاصد کے لئے اس تحریک کے لئے بڑی رقم کا مطالبہ کیا۔ (تاریخ احمدیت ص 19) تو بیرون ہند قادیانی جماعتوں میں سب سے زیادہ حصہ فلسطین کی جماعت نے لیا اور تاریخ احمدیت کے مطابق فلسطین کی جماعت حیفہ اور مدرسہ احمدیہ بیر نے قربانی اور اخلاص کا نمونہ پیش کیا اور مرزا محمود نے اس کی تعریف کی۔ (ایضاً ص 40) بالآخر جب برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بالفور کے 1917ء کے اعلان کے مطابق 1948ء میں بڑی ہوشیاری سے اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔ تو چن چن کر فلسطین کے اصل باشندوں کو نکال دیا گیا۔ مگر یہ سعادت صرف قادیانیوں کو نصیب ہوئی کہ وہ بلا خوف و جھجک وہاں رہیں اور انہیں کوئی تعرض نہ کیا جائے۔''

(قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف ص 155 موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور)

جاسوسی کا اڈہ

قادیانی اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے کہ قادیانی جماعت نے عرب ممالک میں چوری چھپے۔ جبکہ یورپی، افریقی ممالک کے علاوہ اسرائیل میں اپنے جاسوسی کے اڈے قائم کئے:

''عربی ممالک میں بے شک اس قسم کی اہمیت حاصل نہیں جیسی ان کو یورپی اور افریقی ممالک میں ہے۔ پھر بھی اس طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہوگئی ہے اور وہ یہ کہ فلسطین کے عین مرکز میں اگر مسلمان رہے تو وہ صرف قادیانی ہیں۔''

(ترجمان قادیانی جماعت الفضل 30 اگست 1950ء)

عربوں کے قلب میں اسرائیل کا وجود ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ عربوں سمیت عالم اسلام کی تمام مسلمان ریاستوں نے اسرائیل کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ سوائے قادیانی مشن کے کسی مسلمان ملک یا ریاست کا کوئی مشن وہاں موجود نہیں۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کے بارے میں قادیانی جماعت کا موقف یہ ہے کہ ان کا مشن اسرائیل میں اسلام کی تبلیغ اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی مدد اور اعانت کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ قادیانی جماعت کا سابقہ سربراہ مرزا طاہر ملعون لکھتا ہے کہ:

1............ مشن 1928ء میں فلسطین میں قائم کیا گیا تھا۔ جبکہ اسرائیل کا ابھی تک کوئی وجود نہ تھا۔

2............ اس مشن کا سیاست سے کوئی تعلق نہ تھا۔ نہ ہے اور نہ ہوگا۔

3............ اگرچہ تحریک جدید کے عالمگیر بجٹ میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن جہاں تک پاکستان کے روپے کا تعلق ہے ایک پیسہ بھی پاکستانی چندے سے اس پر خرچ نہیں کیا گیا۔ نہ ہی کبھی حکومت پاکستان سے اس کے لئے زرمبادلہ کی درخواست کی گئی۔

4............ یہ تبلیغی مشن ہمیشہ فلسطین کے مسلمانوں کے حق میں کام کرتا رہا ہے اور ان کے لئے طاقت اور سہارے کا موجب رہا ہے۔ نہ کہ دشمنی اور نقصان کا۔

(''ربوہ سے تل ابیب تک'' پر مختصر تبصرہ ص84 از مرزا طاہر احمد شائع کردہ مکتبہ الفرقان لاہور)

قادیانی جماعت کے سرکردہ راہنما اور پاکستان کے سابق وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی نے آتش فشاں لاہور کو ایک تفصیلی انٹرویو دیا۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کے بارے میں ان سے چند سوال کئے گئے:

سوال............ لیکن یہ بات عام ہے کہ آپ لوگ اسرائیل کے جاسوس ہیں؟۔

جواب............ ہاں ہے ہمارا وہاں مشن۔ لیکن وہ اسرائیل کے قائم ہونے سے مدتوں پہلے سے ہے۔ اسرائیل کی ریاست کے قیام کے وقت اسرائیل کی حدود کے اندر ایک خاص تعداد مسلمان اور عیسائی عربوں کی تھی۔ جن میں بعض تو اپنا وطن ترک کر کے ساتھ کے عرب ممالک میں منتقل ہوگئے اور بعض وہیں مقیم رہے۔ ہماری جماعت میں سے بعض اسرائیل کی حدود سے باہر چلے گئے اور بعض وہیں مقیم رہے۔ تو بجائے اس کے کہ وہ دیکھیں کہ یہ اسرائیل میں بیٹھ کر بھی اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ عقائد میں بعض فرق ہی سہی۔ لیکن بہرصورت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی پڑھاتے۔''

(آتش فشاں لاہور ص27 جلد9 شمارہ9 یکم مئی 1981ء)

اسی رسالہ کے صفحہ نمبر 29 پر ظفر اللہ خان قادیانی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ:

''حالانکہ یہ واضح بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں سب سے زیادہ کامیابی اب تک مسلمانوں میں سے ہوئی ہے اور مسلمانوں میں سے ہوگی۔''

اگر قادیانی جماعت کو کامیابی مسلمانوں میں سے ہوئی ہے تو پھر اسرائیل میں ان کے مشن کا کیا جواز ہے؟۔ اسرائیل میں مسلمان نہیں یہودی بستے ہیں۔ قادیانیوں کے بارے میں عربوں کا عمومی تاثر یہی ہے کہ وہ ان کے خلاف اسرائیل کی جاسوسی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

اسرائیل میں قادیانی جماعت کے تبلیغی مشن کے قیام کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ قادیانی یہودیوں میں تو اسلام کی تبلیغ کر نہیں سکتے۔ کیا قادیانی جماعت کے راہنما بتاسکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مشن کی معرفت اب تک کتنے اسرائیلی یہودیوں کو مسلمان بنایا ہے؟۔ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کے لئے تبلیغی مشن کا قیام بھی عقل سے ماورا ہے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسرائیل میں قادیانیوں کا تبلیغی مشن کن مقاصد کے تحت کام کر رہا ہے؟۔ اور اس کے قیام کا کیا پس منظر ہے؟۔

دنیا جاننا چاہتی ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کے حق میں اسرائیل کے قادیانی مشن نے کیا خدمات سرانجام دی ہیں؟۔ فلسطینی مسلمان جہاد پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ یہودیوں کے خلاف جذبہ جہاد سے سرشار ہوکر برسرپیکار ہیں۔ جبکہ قادیانی جماعت کا جہاد کے عقیدہ پر قطعی ایمان ہی نہیں ہے۔ اس صورت حال میں قادیانی محکوم ومظلوم فلسطینی مسلمانوں کی کیا مدد اور خدمت کر رہے ہیں؟۔

پاکستان عربوں کا غیر متزلزل حمایتی ملک ہے۔ پاکستان نے بے شمار نازک مواقع پر عربوں کی ہر ممکن امداد اور اعانت کی ہے۔ پاکستان اسلامی برادری کا وہ واحد ملک ہے جو اسرائیل کے خلاف عربوں کی حمایت میں ان کے موقف کا بھرپور اور مضبوط ترجمان رہا ہے۔ قادیانی گروہ کی اسلام اور وطن دشمنی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نہ تو وہ عالم اسلام کی صف میں ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ پاکستان کی روایتی عرب دوستی میں شامل ہیں۔ پاکستان نے دیگر عرب واسلامی ممالک کی طرح اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا۔ اسرائیل کے قیام کے بعد وہاں کی حکومت نے تمام بیرونی مشن خصوصاً مذہبی اداروں کو نہ صرف سختی سے بند کر دیا بلکہ غیر ملکی مشنوں کو اسرائیل سے نکال باہر کیا۔ اسرائیل میں غیر ملکی مشنوں کے خاتمہ اور پابندی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہاں پر عیسائی مشنریوں پر بھی پابندی لگادی گئی۔ اسرائیل کے سب سے بڑے ربی شوگورین نے آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر ریمزے اور کارڈینل پادری ہینان سے خصوصی ملاقات کر کے ان پر زور دیا کہ اسرائیل میں عیسائی مشنریوں پر پابندی عائد کریں۔ (مارننگ نیوز کراچی 26 ستمبر 1972ء)

اسرائیل میں یہودیوں نے غیر ملکی مشنریوں کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ اسرائیل میں عیسائی مشنوں کے خلاف منظم تحریک چلی۔ عیسائی مشنری مراکز پر حملے ہوئے۔ بائبل کے نسخوں کو نذر آتش کیا گیا۔ لیکن یہودیوں کی نوازش اور کرم نوازی صرف قادیانیوں کے حصے میں آئی۔ 1928ء سے لے کر اب تک مسلسل ان کا مشن اسرائیل میں موجود ہے اور اسے کسی قسم کا معمولی سا گزند بھی نہیں پہنچایا گیا۔ دنیا کے نقشے پر ابھرنے والا ملک اسرائیل نظریاتی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ کسی نظریاتی مملکت میں اس کے نظریہ کے خلاف پرچار برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ اسرائیل کے یہودی فلسطین میں اسلام اور مسلمان کے وجود کو اپنے ہاں برداشت کرنے سے قاصر ہیں تو وہ بھلا کیونکر اسلام کی تبلیغ کو برداشت کر سکتے ہیں؟۔ اسرائیل میں سرعام یا چوری چھپے اسلام کی تبلیغ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی نہ تو مسلم ہیں اور نہ ہی اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اگر قادیانی حقیقی مسلمان ہوتے تو اسرائیل جیسے اسلام دشمن ملک سے ان کے تبلیغی مشن کو پنپنے کا موقع ہی نہ دیا جاتا اور نہ ہی اسرائیل حکومتی سطح پر قادیانی مشن کی سرپرستی کرتا۔ اسرائیل میں قادیانی مشن درحقیقت تبلیغ اسلام کی آڑ میں استعماری جاسوسی کا مضبوط اور محفوظ اڈہ ہے۔ جہاں سے عالم اسلام کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بنے جاتے ہیں............!

ماں کی سوکن دھی دی سہیلی

اسرائیل پاکستان کی عرب دوستی' اسلامی اخوت اور عربوں سے روایتی عقیدت اور ناقابل تسخیر تعلقات کو بخوبی

جانتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسرائیل نے ابھی تک پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ بلکہ اسرائیل پاکستان کی وحدت اور سالمیت کے خلاف ریشہ دوانیوں اور سازشوں میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ کیونکہ وہ پاکستان کو اپنا ازلی ابدی حریف تصور کرتا ہے۔اس بات کی تائید اسرائیل کے بانی ڈیوڈ ربن گوریاں کی اگست 1967ء میں سارابون یونیورسٹی پیرس میں کی گئی تقریر سے ہوتی ہے۔جس میں موصوف نے پاکستان کو اسرائیل کے لئے آئیڈیالوجیکل چیلنج قرار دیا ہے۔

''پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے۔ بین الاقوامی صیہونی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی پاکستان کے خطرے سے غفلت کرنی چاہئے۔''

ایسے حالات میں اسرائیل اپنے روایتی اور آئیڈیل حریف پاکستان کی اقلیتی جماعت قادیانیہ کو کیونکر اپنے دامن میں پناہ دے سکتا ہے؟۔اسرائیل میں قادیانی مشن پنجابی محاورہ کے مطابق:''ماں دی سوکن ...... دھی دی سہیلی''(ماں کی سوکن بیٹی کی سہیلی)والا معاملہ ہے۔

بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے ایٹمی پروگرام میں سب سے زیادہ دلچسپی اسرائیل کو ہے۔کیونکہ اپنے تئیں وہ سمجھتا ہے کہ پاکستان عربوں کا سچا خیر خواہ ہے اور پکا ہمدرد ہے۔اسرائیل کو اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اس کے لئے ایک مستقل خطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔اسرائیل کے بانی ڈیوڈ بن گوریاں پاکستان کے بارے میں اس قدر حساس تھے کہ انہوں نے بہت پہلے اس خطرے کی نشاندہی کردی تھی۔بانی اسرائیل کہتے ہیں کہ:

''ہمیں پاکستان کے خلاف جلد سے جلد قدم اٹھانا چاہئے۔پاکستان کا فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لئے آگے چل کر سخت مصیبت کا باعث بن سکتا ہے۔لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے۔ بلکہ ہمیں اس تاریخی عناد ونفرت سے فائدہ اٹھانا چاہئے جو ہندوستان پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔یہ تاریخی عناد ہمارا سرمایہ ہے۔ہمیں پوری قوت سے بین الاقوامی دائروں کے ذریعہ سے اور بڑی طاقتوں میں اپنے نفوذ سے کام لے کر ہندوستان کی مدد کرنی چاہئے اور پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہئے۔ یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ اور خفیہ منصوبوں کے تحت انجام دینا چاہئے۔ (یروشلم پوسٹ 19 اگست 1967ء روزنامہ نوائے وقت لاہور ص 1 مورخہ 22 مئی 1972ء)

اسرائیل اور قادیانیوں کے تعلقات اور روابط نے پاکستان کی وحدت اور سالمیت کو کس قدر نقصان پہنچایا۔ اس کا اندازہ مصر کے معروف صحافی جناب محمد حسنین ہیکل کے ایک انٹرویو سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم سے کیا تھا:

''مصر کے عظیم صحافی جناب محمد حسنین ہیکل کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے صدر مملکت جناب بھٹو صاحب نے یہ انکشاف کیا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا منصوبہ تل ابیب میں تیار کیا گیا تھا۔''

(ہفت روزہ المنبر لائل پور ص 13 جلد 18 شمارہ 27'20 جولائی 1973ء)

''اہل وطن کے لئے یہ خبر حیران کن اور تشویش ناک ہوگی کہ 1971ء میں اندرونی سازش اور بیرونی جارحیت

کے نتیجہ میں پاکستان دولخت ہوا اور جب ڈھاکہ (Fall) ہوا تو ہندو مسلح افواج کا ڈپٹی کمانڈر ایک یہودی تھا۔‘‘

(ہفت روزہ طاہر لاہور 22 تا 28 دسمبر 1975ء)

بن گوریان نے پاکستان کے جس فکری سرمایہ اور جنگی قوت کا ذکر کیا ہے وہ کونسی چیز ہے۔ اس کا جواب ہمیں مشہور یہودی فوجی ماہر پروفیسر ہررٹر سے مل جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

’’پاکستانی فوج اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی عشق رکھتی ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس نے پاکستان اور عربوں کے باہمی رشتے مستحکم کر رکھے ہیں۔ یہ صورت حال عالمی یہودیت کے لئے شدید خطرہ رکھتی ہے اور اسرائیل کی توسیع میں حائل ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہودیوں کو چاہئے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے پاکستانیوں کے اندر سے حب رسول کا خاتمہ کریں۔‘‘ (نوائے وقت ص6، 22 مئی 1972ء نیز جزائر برطانیہ میں صیہونی تنظیموں کا آرگن جیوئش کرانیکل 19 اگست 1967ء)

ڈیوڈ بن گوریاں کے اس بیان کی روشنی میں اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی کے کردار اور اسرار و رموز کا عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ یہ ایک منطقی بات ہے کہ اسرائیل اپنے حقیقی حریف پاکستان کی اقلیتی جماعت قادیانی مشن کو اپنے ملک میں پناہ دیئے ہوئے ہے تو لامحالہ اس کے ساتھ اسرائیل کے مخصوص مفادات وابستہ ہیں۔ کیونکہ قادیانیوں کا آبائی مرکز قادیان (بھارت) میں واقع ہے۔ جبکہ ان کا ہیڈ کوارٹر چناب نگر (پاکستان) میں ہے۔ اسرائیل پاکستان کو بھارت سے رابطہ کئے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے عرب ممالک کے بعد ایران اور افغانستان دو اسلامی ریاستیں اس کی ڈھال ہیں۔ جبکہ عقب میں بھارت ہی ایسا ملک ہے جو پاکستان کی وحدت و سالمیت پر شب خون مار سکتا ہے۔ اسرائیل کو ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو بھارت اور اسرائیل کے درمیان رابطے کا کام دے۔ اسرائیل اور بھارت دونوں پاکستان کے دشمن ہیں۔ پاکستان کے ان مشترکہ دشمنوں میں بااعتماد رابطہ کا کام صرف قادیانی جماعت بخوبی سرانجام دے سکتی ہے۔ کیونکہ قادیانی بھی پاکستان کے نظریاتی دشمن ہیں۔

قادیانی مشن اسرائیل میں موجود ہے تو اسرائیل کی مرضی ومنشاء کے بغیر اس کا وجود ممکن نہیں۔ قادیانیوں کا اسرائیل میں تبلیغ کے نام پر مشن برقرار رکھنا محض ایک ڈھونگ ہے۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کا قیام بلاشبہ یہود و ہنود کے مشترکہ مقاصد اور عزائم کی آماجگاہ ہے........ بن گوریان کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق لکھتے ہیں کہ:

’’بن گوریان کے بیان کے پس منظر میں یہ بات تعجب خیز ہو جاتی ہے کہ پاکستان سے اس قدر شدید نفرت کرنے والے اسرائیل نے ایسی جماعت کو سینے سے کیوں لگائے رکھا جن کا ہیڈ کوارٹر یعنی پاکستان ہی ان کے لئے نظریاتی چیلنج ہے۔ ظاہر ہے کہ پاکستانی فوج کے فکری اساس رسول عربی ﷺ سے غیر معمولی عشق اور جنگی قوت کا راز جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے جو جماعت نظریہ انکار ختم نبوت اور ممانعت جہاد کی علمبردار بن کر اٹھی تھی وہی پورے عالم اسلام اور پاکستان میں ان کی منظور نظر بن سکتی تھی۔ واضح رہے کہ بہت جلد جب سامراجی طاقتوں اور صیہونیوں کو مشرقی پاکستان کی شکل میں اپنے جذبات عناد نکالنے کا موقعہ ہاتھ آیا تو اسرائیلی وزیر خارجہ ابا ایبان نے نہ صرف اس تحریک علیحدگی کو سراہا بلکہ

بروقت ضروری ہتھیار بھی فراہم کرنے کی پیش کش کی۔“

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک ج 7 ش 9 ص 8 بحوالہ ماہنامہ فلسطین بیروت)

”اس تاثر کو ذوالفقار علی بھٹو کے اس بیان سے اور زیادہ تقویت ملتی ہے جس میں انہوں نے انکشاف کیا کہ پاکستان کے عام انتخابات 1970ء میں اسرائیلی روپیہ پاکستان آیا اور انتخابی مہم میں اس کا استعمال ہوا۔ آخر وہ روپیہ مرزائیوں کے ذریعے نہیں تو کس ذریعے سے آیا اور پاکستان کے وجود کے خلاف تل ابیب میں تیار کی گئی سازش جس کا انکشاف بھٹو صاحب نے الاہرام مصر کے ایڈیٹر حسنین ہیکل کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ کیسے پروان چڑھی۔ جبکہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سوائے قادیانی مشنوں کے اور کوئی رابطہ نہیں تھا۔

اگر قادیانی جماعت بین الاقوامی صیہونیت کی آلہ کار نہ ہوتی اور عالم اسلام اور پاکستان کے خلاف اس کا کردار نہایت گھناؤنا نہ ہوتا تو کبھی بھی اسرائیل کے دروازے ان پر نہ کھل سکتے۔ قادیانی اس بارہ میں ہزار مرتبہ تبلیغ ودعوت اسلام کے پردہ میں پناہ لینا چاہیں مگر یہ سوال اپنی جگہ قائم رہے گا کہ اسرائیل میں کیا یہ تبلیغ ان یہودیوں پر کی جارہی ہے جنہوں نے صیہونیت کی خاطر اپنے وطن کو خیرباد کہا اور تمام عصبیتوں کے تحت اسرائیل میں اکٹھے ہوئے یا ان بچے کھچے مسلمان عربوں پر مشق تبلیغ کی جارہی ہے جو پہلے سے محمد عربی ﷺ کے حلقہ بگوش ہیں اور صیہونیت کے مظالم سہ رہے ہیں۔“

(قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف ص 163 موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ضعفاء مہاجرین کی جماعت میں ایک مرتبہ بیٹھا ہوا تھا۔ ان لوگوں کے پاس کپڑا بھی اتنا نہ تھا کہ جس سے پورا بدن ڈھانپ لیں۔ بعض لوگ بعض کی اوٹ کرتے تھے اور ایک شخص قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بالکل ہمارے قریب کھڑے ہوگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر قاری چپ ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور پھر دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیا کررہے تھے۔ ہم نے عرض کیا کہ کلام اللہ سن رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان میں ٹھہرنے کا حکم کیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ سب کے برابر رہیں۔ کسی کے قریب کسی سے دور نہ ہوں۔ اس کے بعد سب کو حلقہ کرکے بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کرکے بیٹھ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فقراء مہاجرین تمہیں مژدہ ہو قیامت کے دن نور کامل کا اور اس بات کا تم اغنیاء سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوگے اور یہ آدھا دن پانچ سو برس کے برابر ہوگا۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

ایک مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اپنا نصب العین معلوم کرے۔ جب تک ہمارا نصب العین متعین نہ ہوگا نہ کوئی مفید لائحہ عمل بن سکتا ہے اور نہ کامیاب ہوسکتا ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ بالکل صحیح ہے کہ ’’امت اسلامیہ‘‘ خیر الامم ہے۔ ارشاد خداوندی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

’’تم بہترین امت ہو ایسی امت میں جو انسانوں کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اچھی باتوں کا حکم کرتے ہو۔ بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان و یقین رکھتے ہو۔‘‘ (آل عمران)

لیکن یہ عقیدہ اور خیر امت کا قرآنی لقب ہمارے اوپر خاص خاص فرائض عائد کرتا ہے۔ کاش ہم ان کو پہچانیں اور پوری مستعدی سے ان کو پورا کریں۔ حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے کہ:

’’جو چاہتا ہے کہ اس کا شمار اس امت میں ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس شرط کو پورا کرے جو اللہ رب العزت نے اس پر لگائی ہے۔‘‘

آیت کریمہ واضح کررہی ہے کہ اس امت کی بعثت نہ صرف اس لئے ہے کہ اس امت کو دینی اور دنیاوی منافع حاصل ہوں بلکہ اس امت کی بعثت کا اہم مقصد اور نصب العین یہ ہے کہ تمام انسانوں کو اس سے نفع پہنچے۔ عالم انسانی اس کے ’’خیر‘‘ سے بہرہ اندوز ہو۔ یہ امت خیر الامم اس لئے ہے کہ وہ اپنے فرض کو ادا کرتی ہے۔ یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کے فرض کو حسن وخوبی سے انجام دیتی ہے۔ اس لئے وہ خیر البریہ ہے۔

’’جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے وہی ہیں مخلوق میں سب سے بہتر۔‘‘ (البینہ)

وہ آیت کریمہ جو ملت اسلامیہ کو خیر امت قرار دیتی ہے اس کا دوسرا حصہ عبرت آموز سبق بھی پیش کررہا ہے۔ دوسرے حصہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ: ’’اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو ہوتا خیر ان کے لئے۔ ان میں سے کچھ صاحب ایمان ہیں اور اکثر فاسق وبدکار ہیں۔‘‘ (آل عمران)

یہ چند الفاظ بنی اسرائیل کی ہزار سالہ تاریخ کی طرف ہمیں متوجہ کردیتے ہیں اور اس انقلاب عظیم کی علت بھی واضح کردیتے ہیں جو ملت اسلامیہ کے ظہور کے وقت ہوا تھا۔ یعنی بنی اسرائیل کی شوکت وحشمت‘ ان کی شاندار تاریخ اور تاریخی روایات کو آج اس لئے ختم کیا جارہا ہے اور............!

......’’میں نے فضیلت دی ہے تم کو تمام جہانوں پر۔‘‘..............! کا طرہ امتیاز جو بنی اسرائیل کو عطا ہوا تھا اور جو انعام خداوندی ہزار سال تک ان کے لئے مخصوص رہا تھا آج وہ سب ان سے اس لئے واپس لیا جارہا ہے کہ

امر بالمعروف ہی عن المنکر اور ایمان باللہ کا جو فرض ان پر عائد ہوا تھا اس کو انجام دینے کی اہلیت بنی اسرائیل نے فنا کر دی ہے۔ ایمان باللہ اور خوف خدا کی بجائے بارگاہ رب العزت میں گستاخانہ جرات ان کا قومی مذاق بن گیا ہے۔ لا حاصل تمناؤں اور غلط عقیدوں نے اخلاق حسنۂ اور اعمال صالحہ کی تمام قدر و قیمت کو ختم کر دیا ہے۔

''ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو آگ مگر گنتی کے چند روز'' (البقرہ)

اور............''ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔'' (مائدہ)

جیسے عقائد نے پاداش عمل کے عقیدہ کو مضمحل کر کے یوم الآخر یوم الدین اور یوم الحساب کے تصور کو بے معنی اور لا حاصل بنا دیا ہے۔ لہٰذا یہ منصب جلیل ان سے واپس لے کر ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ کے حوالے کیا جا رہا ہے اور آج عرفات کی چوٹیوں پر یہ بشارت اصحاب محمد ﷺ کو سنائی جا رہی ہے۔

''آج میں نے تمارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔'' (مائدہ)

جس طرح آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ کی ملت خیر امت ہے۔ اسی طرح آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ اس ذات اقدس سے وابستہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ''رؤف الرحیم'' فرمایا ہے۔ جس کو دنیا میں اس لئے مبعوث فرمایا گیا کہ پوری کائنات پر خدا کی رحمت نازل ہو۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

''نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحم کرنے کے لئے تمام جہانوں پر۔''

لیکن مجھے معاف فرمائیں اگر میں اس بدقسمتی کا شکوہ کروں کہ اس آیت کے مفہوم میں دماغی اختراع نے بیجا مداخلت کی ہے اور عام طور پر سمجھا جانے لگا ہے کہ مسلمان جو کچھ بھی کریں وہ غیر مسئول ہیں اور صرف اس بناء پر کہ وہ رحمت عالم ﷺ کے دامن اقدس سے وابستگی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مغفور ہیں جو چاہیں کریں ان سے کوئی باز پرس نہیں۔ یعنی اسرائیلی عقیدہ (ہم اللہ کے بیٹے اور دوست ہیں) کو ختم کرنے کی بجائے معاذ اللہ اس کی نقل شروع کر دی گئی ہے۔

حالانکہ ہر ایک صاحب علم سمجھتا ہے کہ مفاد آیت یہ ہے کہ جس طرح سرور کائنات سید الموجودات' محبوب رب العالمین ﷺ یتیموں کے والی' بیکسوں کے وارث' غریبوں کے ہمدرد' غمزدوں کے غمگسار' مصیبت زدوں کے مددگار تھے اسی طرح آپ ﷺ کے متبع آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے والے اور آپ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے والے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا وجود کائنات کے لئے رحمت ہو۔ وہ خدائے واحد کا پرستار اور عبادت گزار ہو۔ غریبوں کا ہمدرد' یتیموں اور بیکسوں کا غمگسار ہو۔ ظلم و عدوان کا مخالف مظلوموں کا حامی اور مددگار ہو۔ اس کے مکارم اخلاق ہر ایک کے لئے آیت رحمت ہوں اور اس کے اعمال خیر اور افعال حسنہ سارے عالم کے لئے باعث خیر و برکت ہوں۔

ملاء اعلیٰ ان کے اعمال حسنہ اور خصائل حمیدہ سے لطف اندوز ہو۔ فرشتے ان کے لئے دعائے خیر و برکت کریں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کو اپنی فطری تسبیح و تقدیس کا ایک جزو بنالیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''حاملین عرش اور جو عرش کے ماحول میں ہیں اپنے رب کی حمد و ستائش کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پرودرگار! تو نے گھیر لیا ہے

ہر ایک چیز کو رحمت اور علم سے۔ پس معاف فرما ان کو جو توبہ کریں اور تیرے راستہ پر چلیں۔ اور ان کو عذاب دوزخ سے محفوظ فرما۔‘‘ (المومن)

اس طرح ایک خیر و برکت کی فضا آسمان سے زمین تک عرش سے فرش تک قائم ہو اور دنیا شہادت دے کہ آپ ’’خیر امت‘‘ ہیں۔ آپ ’’خیر البریہ‘‘ ہیں۔ آپ ’’شہداء علی الناس‘‘ ہیں۔ مختصر یہ کہ آیت کریمہ نے اس کی بجائے کہ آپ کو فخر ومباہات کی کوئی سند عطا کرے۔ آپ پر بہت سی ذمہ داریاں عائد کی ہیں اور آپ کے فرائض کا دامن بہت وسیع کر دیا ہے۔ ایک مسلمان کی خدمت صرف اس کی ذات اس کے اہل وعیال اور قبیلہ تک محدود نہیں ہو سکتی۔ اس کی خدمات کا دائرہ کسی طبقہ کی حدود میں محصور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کی نفع رسانی رنگ ونسل کے امتیاز سے آزاد ہوگی۔ اس کی محبت وشفقت جغرافیائی حدود کی پابند نہیں ہوگی اور وہ تمام انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد ایک خالق کی مخلوق اور ایک رب کی عیال سمجھ کر امداد واعانت ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات کو عام کرے گا۔ اس کا ذاتی مفاد اس کی نظر میں ہیچ ہوگا اور اس کی تمام جدوجہد انسانیت کے مفاد کے لئے وسیع تر ہوگی۔ وہ ہر بات جماعتی نقطہ نظر سے سوچے گا اور نوع انسان کی فلاح وبہبود اس کے نفع ونقصان کا معیار ہوگی۔

غرض ایک مسلمان کا کردار اس کی گفتار اس رحمت عالم ﷺ کی زندگی پاک کا اسوہ حسنہ ہونا چاہئے جس نے سارے عالم کو پیغام رحمت سنایا۔ جس نے ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی عیال قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی عیال پر احسان کرے۔‘‘ ....! جس نے مومن کی تعریف یہ فرمائی: ’’مومن وہ ہے کہ تمام انسانوں کی جانیں اور مال اس کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔‘‘ ....! اور: ’’مومن وہ ہے کہ کسی انسان کو بھی اس کی وجہ سے کوئی خطرہ پیدا نہ ہو۔‘‘ ....! اور ہر ایک مومن کو ہدایت فرمائی کہ: ’’جوڑو اس سے جو تم سے توڑے (قطع تعلق کرے) انصاف کرو اس کو جو تم پر ظلم کرے۔ اور بھلائی کرو اس کے ساتھ جو تمہارے ساتھ برائی کرے۔‘‘ (بخاری شریف)

جو شب کے آخر حصہ میں جب طویل القیام نوافل سے فارغ ہو کر مناجات میں مشغول ہوتا تو بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کرتا تھا:

’’اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اے پالنے والے ہر چیز کے! میں گواہ ہوں (اقرار کرتا ہوں) کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں۔‘‘

برادران ملت! یہ درست ہے کہ آپ کے سامنے مشکلات اور پریشانیاں ہیں اور بسا اوقات مشکلات کی بیشمار فوجوں کو دیکھ کر ہم اپنے مستقبل سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ لیکن مشکلات کے وقت بھی ہمارے نقطہ نظر میں وسعت ہونی چاہئے۔ آپ صرف اپنے اوپر نہیں بلکہ پورے عالم انسانیت پر نظر ڈالئے کیا دنیا میں آج کوئی زندہ قوم ایسی بھی ہے جو مشکلات میں محصور نہ ہو۔

’’خود انسان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے بحر وبر خشکی اور تری میں فساد رونما ہو گیا ہے۔‘‘ (سورہ روم)

خود انسان کے غلط کارناموں نے سارے عالم انسانیت کو گرداب مصائب میں جتلا کر دیا ہے۔ مصائب کی نوعیت میں بے شک فرق ہے لیکن مصیبت سے کوئی قوم محفوظ نہیں ۔ تاہم مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اپنی خوش نصیبی پر ناز کریں کہ اسلام کے نظریہ کمال نے جس طرح عیش و راحت کے وقت خاص قسم کے اخلاق کریمانہ کی دعوت دی ہے اور قوت وطاقت کی موجودگی میں: ''آج کوئی ملامت کوئی شکوہ نہیں ۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔'' کا مظاہرہ کرایا ہے اسی طرح مصیبت وآلام کے تاریک اوقات میں: ''صبر کرو جیسا کہ بڑے بڑے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔'' جیسے عظیم الشان کردار واخلاق کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ ضبط وتحمل استقلال عالی حوصلگی اور توجہ الی اللہ یہ ایسی طاقتیں ہیں جن کے سامنے بالآخر ہر ایک طاقت سپر ڈال دیتی ہے۔ یہ طاقتیں امریکہ کے ایٹم بم اور روس کے ہائیڈروجن بم سے بھی ایک مومن کو بے نیاز کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں انہیں طاقتوں سے امداد حاصل کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے:

''اے ایمان والو! مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے۔'' (البقرہ)

دنیا نے ایٹم بم کا نسخہ ضرور دریافت کر لیا اور وہ نسخہ بھی معلوم کر لیا جس سے ایٹم بم کی طاقت کو بے کار کیا جا سکے۔ لیکن افسوس! کہ مادی دنیا کی نگاہیں اس روحانی کیمیائی نسخہ کی صحیح حقیقت نہ معلوم کر سکیں۔ جس سے ضبط وتحمل اور توجہ الی اللہ کی سب سے بڑی طاقتیں حاصل ہو سکیں۔ ایک مومن کو خوش ہونا چاہئے کہ قرآن حکیم نے یہ نسخہ بیش بہا مرحمت فرمایا ہے۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ جس کو خشوع کا نسخہ کیمیا حاصل ہو جائے اس کے لئے صبر وصلوٰۃ یعنی ضبط وتحمل اور توجہ الی اللہ بھی سہل ہو جاتا ہے:

''بے شک یہ صبر وصلوٰۃ بہت مشکل ہے مگر یہ مشکل ان کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ جو خشوع کرنے والے ہیں جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور وہ اسی کی طرف واپس ہوں گے۔'' (البقرہ)

خشوع وخضوع یعنی بارگاہ رب العزت میں عجز وانکسار اور حضرت حق کی جانب توجہ وہ قیمتی جواہر ہیں جو آپ کو دنیا کا سب سے گراں قدر سرمایہ بنا سکتے ہیں۔ یہ جواہر بے بہا آپ کو خود اپنی نظر میں بے شک ہیچ کر دیں گے۔ لیکن دنیا آپ کے لئے جھکے گی۔

''بے شک عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے اور اہل ایمان کے لئے۔'' (المنافقون)

بہر حال صبر وضبط' انابت الی اللہ اور درگاہ باری تعالیٰ میں سر نیاز جھکا کر اعتماد علی اللہ وہ گوہر وجوہر ہیں جو دشمنوں کو دوست' بداندیشوں کو خیر اندیش بناتے ہیں اور کج رووں کو راہ مستقیم پر گامزن کر کے خیر وبرکت کی فراوانی اور امن عامہ وفلاح دوام کی ضمانت پیش کرتے ہیں۔

بے شک مشتعل جذبات کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ برائی کا بدلہ برائی سے لیا جائے اور بسا اوقات مساوات قائم کرنے پر بھی جذبات کا اشتعال فرو نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک برائی کا بدلہ ہزاروں گنا برائیوں سے لیا جاتا ہے۔ لیکن اس طرح آپ برائی کو ختم نہیں کر سکتے۔ اس طرح آپ گردنوں کو جھکا سکتے ہیں۔ لیکن دلوں کو رام نہیں کر سکتے۔ البتہ برائی اس طرح

ختم ہوسکتی ہے کہ سیئہ کا بدلہ حسنہ سے دیا جائے۔ اگر چہ یہ بہت مشکل ہے مگر قلوب کو اسی طرح مسخر کیا جاتا ہے اور سچے مشن کو کامیاب کرنے کی یہی صورت ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’برائی کا جواب ایسی خصلت (اور ایسے اخلاص) سے دیجئے جو بہت ہی بہتر ہو تو دیکھو گے کہ وہ شخص تمہارے اور اس کے درمیان جو عداوت ہے وہ سرگرم دوست ہو جائے گا۔ یہ بات انہیں کو ملتی ہے جو ضبط اور برداشت رکھتے ہیں اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی جو بڑی قسمت والے ہوتے ہیں۔‘‘ (حم سجدہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

’’تم عوام کی بھیڑ کے تابع مت بنو کہ تم بھی یہی اصول بنالو کہ اگر لوگ اچھا کرتے ہیں تو تم بھی اچھا کرو اور ظلم کرتے ہیں تو تم بھی ظلم کرنے لگو۔ بلکہ اپنے نفسوں کو اس کا عادی بناؤ کہ اگر لوگ اچھا کریں تو تم احسان کرو اور لوگ ظلم کرنے لگیں تو تمہاری طرف سے کوئی ظلم نہ ہو۔‘‘

صبر سے میری مراد بزدلی اور نامرادی نہیں ہے بلکہ انتقامی طاقت ہوتے ہوئے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی پیشکش، سیئہ کے مقابلہ میں حسنہ کا مظاہرہ، انتقام کے جواب میں عفو اور درگزر مراد ہے جو بزدل نہیں بلکہ مرد بہادر ہی پیش کرسکتا ہے۔ جو مشکلات آپ کے سامنے ہیں وہ آپ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہیں آئیں۔ آپ کی تاریخ تو مشکلات کی نہ ٹوٹنے والی زنجیر ہے۔ آپ ہمیشہ مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے ہیں اور آپ کا استقلال واستقامت اور آپ کے حسن اخلاق مشکلات کو آسان کرتے رہے ہیں۔

اگر آپ کا نصب العین صحیح ہے اور آپ حق وصداقت کی خاطر مشکلات میں مبتلا ہیں تو آپ یقین رکھئے کہ نصرت الٰہی آپ کی رفیق ہوگی اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ اللہ تعالیٰ کا بہت مستحکم اعلان ہے:

’’ہم پر لازم ہے امداد اہل ایمان کی۔‘‘ (روم)

حضرت حق جل مجدہ کا پختہ وعدہ ہے:

’’اللہ تعالیٰ یقیناً مدد کرے گا ان کی جو اللہ کی مدد کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ صاحب قوت ہے، غالب ہے۔‘‘ (سورہ حج)

مشکلات مایوسی کی چیز نہیں ہیں۔ مشکلات زندگی کی علامت ہیں۔ مردہ قومیں مشکلات میں مبتلا نہیں ہوتیں۔ کیونکہ ان کا کوئی اجتماعی نصب العین نہیں ہوتا۔ روح ارتقاء ان کے قالب سے فنا ہو چکی ہوتی ہے۔ لیکن زندہ قومیں آزمائی جاتی ہیں اور وہ مردانہ وار مشکلات کا مقابلہ کیا کرتی ہیں۔ مشکلات زندگی کا خاصہ ہیں۔ چنانچہ زندہ قوموں ہی کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ: ’’ہم تم کو آزمائیں گے کسی قدر خوف، بھوک، جان، مال اور پیداوار کے نقصان میں مبتلا کرکے۔‘‘ (البقرہ)

غرض مشکلات مایوسی کی چیز نہیں بلکہ بسا اوقات مشکلات روشن مستقبل کا طالع نیک ہوا کرتی ہیں۔ البتہ ایک شرط ہے کہ ہمارے اعمال میں خلوص اور مقاصد میں للّٰہیت ہو۔

’’اگر تم مدد کرو گے اللہ تعالیٰ کی۔ وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔‘‘ (سورہ محمد)

شب برات......فضیلت واہمیت

خطاب شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۰ الحمدللّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

شب برات کے بارے میں جو کرنے کے کام ہیں اور جو نہ کرنے کے کام ہیں ان کے متعلق چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ ہمارے قلوب میں صحیح استعداد پیدا فرمائے۔ اپنے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما کر ان کو قبول بھی فرمائے۔

عنایت الٰہی

یہ حق تعالیٰ شانہ کی خاص عنایت ہے کہ بعض مبارک اوقات کی محبت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دی ہے۔ باوجود اس کے کہ حق تعالیٰ شانہ کی عنایتیں ہر وقت انسان کے شامل حال رہتی ہے۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ جمعہ کا اجتماع عام نمازوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ رمضان المبارک میں مسلمانوں کی توجہ زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اور مہینوں کے اور اسی طرح جو خاص اہمیت کی راتیں ہیں ان میں بھی ہماری رغبت زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت عام راتوں کے۔ یہ بھی حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے بندوں پر خاص عنایت ہے کہ اس کی خصوصی عنایت اور مغفرت کے جو مواقع ہیں یا عنایت اور مغفرت کے جو اسباب ہیں ان کی محبت زیادہ ڈال دی جاتی ہے اور یہ عنایت یوں ہے کہ شاید اسی راستے سے کسی کا کچھ کام بن جائے تو حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں اس موقع پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمادی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی توقع رکھنی چاہیے۔

نیکی زیادہ تو گناہ بھی!

لیکن اسی کے ساتھ دوسری بات بھی ذہن میں رکھو۔ تصویر کے دونوں پہلو سامنے رکھنے چاہئیں جس طرح خاص مقامات میں عبادت کا درجہ بڑھا ہوگا اسی طرح ان مواقع پر گناہ کا وبال بھی دوسرے اوقات کی نسبت زیادہ ہوگا۔ چنانچہ نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ! اگر کوئی شخص کنویں میں پیشاب کرے تو بہت بری بات ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص چاہ زمزم میں پیشاب کرے تو اس سے بدتر بات ہوگی بلکہ نعوذ باللہ! کفر کے درجے تک پہنچنے والی بات ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عام مسجدوں کی بے حرمتی کرے تو بہت ہی بری بات ہوگی۔ لیکن خدانخواستہ اور نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اگر حرم شریف میں کوئی گستاخی اور بے ادبی کرے تو یہ اور زیادہ بدترین بات ہے۔ ایسے ہی آخر شب کا وقت جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا وقت ہے اس وقت میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو بہت بڑا درجہ ہے اور اگر کوئی نعوذ باللہ! اس وقت بدکاری کرے یا چوری

کرے تو اس کا بدترین ہونا ظاہر ہے۔ یہ ساری باتیں میں نے سمجھانے کے لئے عرض کی ہیں کہ جن اوقات یا مقامات میں عبادت کا درجہ بڑھا ہوا ہوتا ہے ان مقامات میں یا اوقات میں گناہ کا درجہ بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے اور ان اوقات میں گناہ کرنا زیادہ سنگین ہوتا ہے۔

ایک کی لاکھ مرغیاں

اس پر ہمارے حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ کا لطیفہ یاد آیا کہ جب پہلے حج پر گئے تو شاہ عبدالقادر قدس سرہ بھی ساتھ تھے اور مدینہ طیبہ جاتے ہوئے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے حضرت شیخ کو (یہ اس وقت نوجوان اور پورے قافلے میں سب سے زیادہ کم عمر کے تھے) ''الائمة من قریش'' (کہ آئمہ قریش میں سے ہوں گے) کہہ کر امیر قافلہ بنادیا تھا تو ایک موقع پر حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے ہاں مرغی پکائی گئی تھی اور شیخ اس وقت اتفاق سے موجود نہ تھے۔ ان کی شرکت نہ ہوسکی۔ حضرت رائے پوریؒ نے معذرت کی کہ آپ اس کھانے میں تشریف فرما نہیں تھے تو بے تکلفی سے شیخ نے فرمایا کہ حضرت! آپ کو اس کا معاوضہ ادا کرنا پڑے گا۔ شاہ عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ حضرت ضرور معاوضہ ادا کریں گے۔ شیخ نے کہا کہ حضرت! یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہاں کی ایک نیکی لاکھ نیکی کے برابر ہے تو ایک مرغی کی لاکھ مرغیاں بنتی ہیں۔ چنانچہ حضرت رائے پوریؒ نے ساری عمر حضرت شیخ کا یہ قرض چکایا۔ وہیں سے خط لکھنے شروع کر دیئے کہ شیخ کی ایک لاکھ مرغی ہمارے ذمے واجب ہے۔ اس کا انتظام کر رکھو۔ یہ تو میں نے لطیفہ عرض کر دیا کہ ایک مرغی کی لاکھ مرغیاں بنتی ہیں۔ حرم شریف میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک لاکھ روپیہ پاؤ گے۔ وہاں ایک دوگانہ ادا کرو گے تو ایک لاکھ دوگانہ کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح عرض کر رہا ہوں کہ اگر خدانخواستہ کوئی الٹا چلے تو پھر بہت بری بات ہے۔ اس کا گناہ بھی اتنا ہی سنگین ہوگا۔

گناہوں سے بچنا زیادہ ضروری ہے

اسی کے ساتھ ایک بات اور ہے کہ آدمی نیکی چاہے تھوڑی کرے لیکن برائی سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔ کیونکہ نیکی منافع کی چیز ہے۔ جتنا کمالو گے اتنا تمہارا زرمبادلہ بن جائے گا۔ لوگ دبئی، سعودی عرب جا کر کماتے ہیں اور گھر والوں کو خرچ بھیجتے ہیں یا پیسے جمع کر کے لاتے ہیں۔ یہ ہماری نیکیاں ہمارا زرمبادلہ ہیں۔ یہ وہاں آخرت میں ملے گا۔ کسی نے زیادہ کمالیا زیادہ ملے گا۔ کم کمایا تو کم ملے گا۔ لیکن اگر برائیاں کرو گے تو یہ بہت سنگین بات ہے۔ نیکی تو چاہے تھوڑی کرو لیکن برائی سے بچنے کی زیادہ کوشش کرو۔ یہ دو باتیں ہوگئیں۔

میں ایک غلطی پر تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان دونوں باتوں کی لوگ رعایت نہیں رکھتے۔ ایک تو یہ کہ نیکی کی رغبت ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ عرض کر رہا ہوں کہ نیکی زرمبادلہ ہے۔ جتنی زیادہ آدمی نیکی کرے اتنی کم ہے۔

آنحضرت ﷺ حضرت ابوذر غفاریؓ کو ایک موقع پر فرما رہے تھے۔ حضرت ابوذرؓ بڑے زاہد صحابی تھے اور آنحضرت ﷺ ان کو ان کے مطلب اور ذوق کی باتیں فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

ترجمہ:...... ’’اے ابوذرؓ! بوجھ ذرا تھوڑا اٹھانا۔ اس لئے کہ گھاٹی بڑی دشوار گزار ہے۔ (جس گھاٹی پر تمہیں چڑھنا ہے وہ بڑی دشوار گزار ہے۔ ذرا بوجھ کم اور ہلکا رکھنا) اور زادِ توشہ لے کر چلنا اس لئے کہ سفر بڑا لمبا ہے۔ اور عمل ذرا کھرا لے کر چلنا۔ اس لئے کہ پرکھنے والا بہت سمجھ رکھنے والا ہے۔ اس کی نظر بڑی باریک ہے۔‘‘

اگر کھوٹ ملا ہوا ہوگا تو نکال دیا جائے گا۔ وہاں کھوٹ نہیں چلتا ہمیں تو ہر چیز میں ملاوٹ کی عادت ہے اور اخلاص کے معنے ہیں ملاوٹ نہ کرنا۔ یعنی اپنے عمل میں ملاوٹ مت کرو۔ خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے کرو۔ عمل بھی خالص ہو اور خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہو۔ لوگوں کو دکھانے یا ریاء کے لئے یا مخلوق کی خاطر نہ ہو۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ’’توشہ لے کر چلو۔ اس لئے کہ سفر بہت لمبا ہے۔‘‘

نیکی کرنا آسان ہے

لیکن ہم لوگوں کو نیکی کرنے کی طرف جتنی رغبت ہے اتنا برائی سے بچنے کا اہتمام نہیں۔ یہ ایک عجیب بات ہے۔ میں تو اپنی بات کر رہا ہوں۔ آپ کی بات نہیں کر رہا۔ آپ اپنے طور پر اپنی حالت پر غور کر لیجئے۔ عام ذوق یہ ہے کہ نیکی کی طرف رغبت تو بہت ہوتی ہے۔ لیکن برائی سے بچنے کا اہتمام کم ہے۔

ہمارے حضرت تھانوی قدس سرہ نے اس کی عجیب حکمت بیان فرمائی۔ فرمایا! اس کی وجہ یہ ہے کہ نیکی میں نفس اپنا کچھ حصہ لگا لیتا ہے۔ کم از کم لذت ہی سہی یا یوں خیال کر لیا جاتا ہے کہ تم اب اچھے آدمی بن گئے ہو کہ نیکی کا کام کرتے ہو۔ چنانچہ وہ اپنا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لگا لیتا ہے۔ اس لئے نیکی پر لگنا تو اس کے لئے آسان ہے۔

گناہ کو چھوڑنا مشکل ہے

لیکن برائی چھوڑنے میں چونکہ کوئی لذت نہیں۔ نہ ہی کسی کو پتہ چلتا ہے کہ اس نے برائی چھوڑی۔ نہ اس میں ریاکاری چل سکتی ہے اور نہ کچھ نفس کو لذت آسکتی ہے۔ نیکی ایک وجودی یعنی کرنے کا کام ہے۔ کوئی بھی کرے گا تو دوسرا اسے دیکھے گا۔ ریاکاری کا بھی اس میں احتمال۔ خود اپنے نفس کو بھی لذت۔ اس لئے نیکی کرنے کی طرف تو نفس کو رغبت ہوتی ہے۔ مگر برائی اور بدی چھوڑنے کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اس میں لذت نہیں ہوتی تو میں نے کہا:

’’ایک یہ کہ نیکی کا اہتمام چاہے تھوڑا کرو۔ لیکن بدی سے بچنے کا اہتمام زیادہ کرو۔‘‘

’’دوسری بات یہ کہ خصوصیت کے ساتھ مقدس مقامات میں‘ مقدس اوقات میں بدی کے کرنے سے زیادہ سے زیادہ ڈرو۔ چنانچہ جمعہ کے دن اور عصر کے بعد کا وقت بھی بہت زیادہ مبارک وقت ہوتا ہے۔ اس وقت میں بدکاری کا ارتکاب بہت بری بات ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ بہت ہی مبارک مہینہ ہے۔ بہت ہی مبارک وقت ہے۔

میرے پاس آج اکثر خطوط رمضان المبارک کے مسائل سے متعلق آرہے ہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ روزہ رکھ کر اگر فلمی گانا سن لیا جائے تو اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا؟۔ رمضان المبارک کی تقریریں تو رمضان المبارک میں ہوں گی۔ یہ درمیان میں ایک مثال کے طور پر بات آگئی۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی سنا ہوگا:

ترجمہ:...... ’’جو شخص روزہ رکھنے کے باوجود غلط کاری اور غلط بات کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔‘‘ (مشکوٰۃ ص۱۷۴)

پٹاخے اور آتش بازی سنگین جرم ہے

اسی طرح یہ شب برات کی ساعت اور اوقات ہیں۔ ان میں بھی گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ مجھے ان پٹاخوں سے شدید تکلیف ہورہی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کارثواب ہے۔ یا یوں سمجھتے ہوں گے کہ نہ ثواب ہے نہ گناہ ہے۔ لیکن میں عرض کردینا چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے کم ازکم یہ معلوم کرلیجئے کہ یہ گناہ ہے۔ اگر یہ رات مبارک ہے تو جس طرح اس رات میں نیکی کرنے کا درجہ زیادہ ہے۔ اسی طرح برائی کرنے کا جرم بھی زیادہ ہے۔ اس لئے اس رات میں پٹاخے بجانا' آتش بازی کرنا یہ بہت ہی سنگین جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل عطا فرمائے۔

تو یہ ایک بات میں نے عرض کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ مبارک اوقات کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کا ہمیں شکر کرنا چاہئے اور ساتھ کے ساتھ توقع اور امید بھی رکھنی چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ عنایت اور توفیق ہم پر فرمائی ہے تو انشاء اللہ اس کو قبول بھی فرمائیں گے اور ہمیں اپنی رحمت کا مورد بھی بنائیں گے۔ انشاء اللہ!

شب برات مانگنے کی رات ہے

دوسری بات حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ترجمہ:...... ’’شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ قریب کے آسمان پر نزول فرماتے ہیں اور یوں پکارتے ہیں کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کردوں۔ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں۔ کیا کوئی مبتلائے مصیبت ہے جو اس مصیبت سے بچنے کی درخواست کرے۔ میں اس کو عافیت عطا کردوں۔ کیا کوئی فلاں قسم کا آدمی ہے فلاں قسم کا آدمی ہے۔ ایک ایک ضرورت کا نام لے کر اللہ میاں پکارتے ہیں۔‘‘ (مشکوٰۃ ص۱۱۵)

تو اس رات میں کرنے کے دو کام ہیں۔ ایک تو جہاں تک ممکن ہوسکے عبادت کرو اور قرآن کریم کی تلاوت کرو۔ نماز پڑھنا سب سے افضل ہے۔ لیکن اگر بیٹھ کر تسبیحات پڑھنا چاہو تو یہ بھی جائز ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں جتنا وقت بھی گزار سکتے ہو گزارو۔ باقی سونے کا تقاضا ہو تو سو جاؤ۔ فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ضرور پڑھ لو تو ایک یہ کہ جہاں تک ممکن ہوسکے عبادت میں وقت گزارا جائے اور دوسرے یہ کہ رات مانگنے کی ہے۔ کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے۔ مانگا کیا جائے؟ اس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمادیا ہے۔ مختصری اس کی تشریح کردیتا ہوں کہ:

’’مانگنے کی تین چیزیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے رزق مانگو اور تیسرے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ لیجئے خدا تعالیٰ نے کنجیاں تمہارے ہاتھ میں دے دی ہیں۔ جتنا چاہے کھولو اور لو۔ فرمایا ایک اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔‘‘

مغفرت مانگئے

بھائی! مغفرت کے معنی ڈھانکنے کے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے اندر جو کچھ ہے وہ ناپاکی اور گندگی کے سوا کچھ نہیں۔ چنانچہ ابھی چھیل دو تو خون نکلنے لگے گا اور اگر خدانخواستہ پیٹ میں سوراخ ہو جائے تو پھر جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر اس حسین وجمیل چمڑے کا پردہ ڈال دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ پاک سے پاک مجلسوں میں اور معزز مجلسوں میں ہم بیٹھتے ہیں۔ لیکن جو گندگیاں ہمارے اندر چھپی ہوئی ہیں وہ اس پردے کی وجہ سے لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتیں۔ خدانخواستہ ہماری گندگیاں ظاہر ہونے لگیں تو ہم کسی شریفانہ محفل میں بیٹھنے کے لائق نہ ہوتے۔ یہ تو ظاہری چمڑے کی بات کر رہا ہوں اور بالکل اسی طرح معنوی طور پر ہمارے اندر جو قصور' لغزشیں' خطائیں ہیں جو جرائم اور گناہ ہم نے کئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی ستاری کا پردہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فاش نہیں فرماتے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ستاری فرما رکھی ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا۔ حکم فرمایا کہ اس کے ہاتھ کاٹ دو کہ شریعت کا حکم ہے۔ چور ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو گیا کہ امیر المومنین میں نے پہلی مرتبہ چوری کی ہے۔ آپ اس دفعہ تو مجھے معاف کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کریم ہے کہ پہلی بار آدمی کو پکڑوا دیں۔ یہ اس کے کرم سے بعید ہے۔ جن لوگوں کے پردے فاش ہو جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے سامنے جری بن جاتے ہیں:

ہم مشو مغرور از حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

ہاں! اللہ تعالیٰ کے حلم اور اس کی ستاری سے مغرور نہ ہو جاؤ۔ دھوکہ نہ کھاجاؤ۔ اس لئے کہ دیر سے پکڑیں گے لیکن جب پکڑیں گے تو سخت پکڑیں گے۔

میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم میں سے ہر شخص کو اپنا مطالعہ کر کے اپنا ایکسرے کرنا چاہیے۔ اپنے چمڑے کے نیچے کرید کر دیکھو تو نجاست ہی نجاست بھری ہوئی نظر آئے گی۔ یہ اوپر سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ستاری کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ وگرنہ کوئی کرید کر دیکھے تو ہمارے گناہ' وساوس' خیالات اور اندرونی جذبات وغیرہ تو اندر نجاست ہی نجاست ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ستاری ہے کہ ہم پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اگر کوئی جری ہو جاتا ہے تو تھوڑا سا پردہ اٹھا دیتے ہیں۔ اس کو اپنی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے کہ تو ایسا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بہت ہی پردہ پوش اور ستار ہے۔ بقول شیخ سعدیؒ کے کہ: ''گناہ بیند و پردہ پوشد بحلم'' گناہوں کو دیکھتا ہے اور اپنے حلم کے ساتھ پردہ ڈالتا ہے۔

خدا کے سوا تم نے کوئی ایسا دیکھا کہ اس کے سامنے تم اس کا قصور کرو اور وہ تمہیں رسوا کرنے پر بھی قادر ہو اور رسوا نہ کرے؟۔ تم سے انتقام لینے پر قادر ہو اور انتقام نہ لے؟۔ اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی و کریمی' ستاری و غفاری ہے کہ ہم سراپا

قصور و عیب ہیں۔ گناہ کرتے ہیں مسلسل کرتے ہیں اور بے دھڑک' بغیر جھجک اور بغیر وقفے کے کرتے ہیں۔ لیکن اللہ میاں پردے ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ تم نادان ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں کے سامنے رسوا نہیں کرتا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا پردہ ڈالنا۔ اس پردہ ڈالنے کو مغفرت اور بخشش کہتے ہیں۔ اگر یہ پردہ دنیا میں ہی رہا اور آخرت میں یہ پردہ اٹھالیا گیا تو سمجھو کہ پکڑ ہوگئی۔ لیکن اگر اللہ رب العزت نے دنیا میں پردہ ڈالے رکھا اور اسی طرح آخرت میں بھی پردہ ڈال دیا اور ہمارے عیوب کو مخلوق کے سامنے ظاہر نہ فرمایا تو اس کو بخشش اور مغفرت کہتے ہیں۔ عیوب تو ہمارے ذاتی نقائص ہیں۔ وہ تو ہم سے جدا نہیں ہوسکتے۔ جیسے ممکن نہیں ہے کہ انسان کے بدن کو چھیلو اور اندر سے خون وغیرہ نہ نکلے۔ اسی طرح ہماری عبدیت اور بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم سے لغزشیں' خطائیں' کوتاہیاں ہوتی ہیں یہ ہمارا لازمہ ذات ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے جیسے ان تمام چیزوں پر دنیا میں پردہ ڈال رہے ہیں آخرت میں بھی ڈال دیں تو اس کو مغفرت کہتے ہیں۔ اب ایک تو اس رات میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش مانگو۔ ایک بات یاد آگئی۔ آنحضرت ﷺ کی دعا ہے کہ:

ترجمہ:...... ''اے اللہ! مجھے رسوا نہ کیجئے۔ کیونکہ آپ مجھے جانتے ہیں اور مجھے عذاب اور سزا نہ دیجئے۔ اس لئے کہ آپ مجھ پر قادر ہیں۔ (جب چاہیں عذاب دے سکتے ہیں۔ آپ کی قدرت ہے)''

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے درخواست فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ:...... ''اے وہ ذات جس کو بندوں کے گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔ اور جس کے خزانے میں مغفرت کوئی نقص اور کمی پیدا نہیں کرتی۔ (اگر اللہ تعالیٰ سب مجرموں کو یک قلم بخش دیں تو کچھ نقصان بھی نہیں ہوا) مجھ کو وہ چیز عطا فرمادے جو آپ کے خزانوں میں کمی نہیں کرتی اور مجھ کو وہ چیز معاف فرمادے جو آپ کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ (یعنی میرے گناہوں کو معاف فرمادے)'' (اتحاف ص۱۸۱ ج۵)

تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو جیسے بھی مانگ سکتے ہو اور یوں سمجھ کر مانگو کہ وہ ہمارا خدا ہے۔ ہم اس کے بندے ہیں۔ کسی اجنبی سے معاملہ نہیں ہو رہا۔ اپنے خدا سے ہو رہا ہے۔ اپنے رب سے مانگ رہے ہیں۔ ہمارا کام ہی مانگنا ہے اور اس کا کام عطا کرنا ہے۔ بلبلا کر مانگو۔ گڑگڑا کر مانگو۔ امید کے ساتھ مانگو۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردے۔ کوئی بے ادبی کا لفظ نہ ہو۔ وہ ہمارے مالک اور خدا ہیں۔ ہمیں اپنے خدا پر ناز ہونا چاہئے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ سے ایک تو بخشش مانگو اور جس کا خلاصہ میں نے عرض کردیا کہ یا اللہ! دنیا اور آخرت میں ہمارے عیوب اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر فرما کر ہمیں رسوا نہ فرمایئے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی دعا ہے کہ:

ترجمہ:...... ''اے اللہ! تمام امور میں ہمارا انجام اچھا کر۔ اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔'' (کنز العمال ج۲ حدیث ۳۶۲۴)

کیونکہ آخرت میں جس کو رسوا کریں گے اس کو عذاب دیئے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ یا اللہ! ہماری خطاؤں سے درگزر فرما کر دنیا کی رسوائی اور آخرت کی رسوائی اور عذاب سے بچالیجئے۔ نہ دنیا میں ہمارا پردہ لوگوں میں فاش کیجئے اور نہ آخرت میں ہمارا پردہ اپنی مخلوق کے سامنے فاش کیجئے۔ یا اللہ! ہماری بخشش فرمادیجئے۔ اور اگلے پچھلے' چھوٹے بڑے جتنے

گناہ ہیں ان سب کی معافی مانگو۔ اس طرح مانگو کہ گویا آج تو سارے قرضے بے باق کر کے جانا ہے۔ آج سارا معاملہ نمٹا کے جانا ہے۔

رزق مانگئے

دوسرا رزق مانگئے۔ کیونکہ اعلان ہوتا ہے کہ کیا ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ اس کو میں رزق دوں۔ بھائی ہم تو رزق اسی روٹی پانی کو سمجھتے ہیں اور اس میں لوگ پریشان بھی بہت ہیں۔ اپنی اپنی سمجھ اور اپنا اپنا خیال ہے۔ تاہم جہاں تک تمہارا تصور جاسکتا ہے وہاں تک رزق کے حدود پھیلے ہوئے ہیں دنیاوی یا اخروی جسم یا روح کی بقا کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو سامان پیدا فرمائے ہیں اور جن پر انسان کی بقا کا دارومدار ہے وہ ساری کی ساری چیزیں رزق کہلاتی ہیں۔ روٹی پانی بھی اس میں داخل ہے۔ یہ جسم کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کر رکھی ہیں یہ بھی اس میں داخل ہیں۔ اور پھر اردگرد جو چیزیں پھیلی ہوئی ہیں وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ ظاہری چیزیں بھی داخل ہیں۔ باطنی چیزیں بھی داخل ہیں۔ رزق کا لفظ ایسا جامع ہے کہ ہماری ضرورت کی کوئی چیز اس سے باہر نہیں ہے اور کہا یہ جارہا ہے کہ کیا ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق دوں۔ ہماری سمجھ چونکہ بہت ناقص ہے تو الفاظ بھی ایسے گول مول سے استعمال کر لئے جائیں جو ہمارے سامنے اہم چیزیں ہوں وہ تو ہم نام لے کر مانگ لیں کہ:

''اے اللہ! ہماری فلاں ضرورت ہے وہ پوری کر دیجئے۔ لیکن جب ہم ان چیزوں کو مانگ لیں تو اتنا ضرور کہہ دیں کہ یا اللہ! آپ کے رزق کی حدود جہاں تک پھیلی ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری چیزیں مانگتے ہیں۔ تاکہ کوئی چیز بھی پیچھے نہ رہے۔''

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت ﷺ کے پاس بات چیت کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کچھ دعا مانگ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو بات کرنے کے لئے ایک طرف کر دیا اور بعد میں فرمایا! عائشہ تم دعا مانگ رہی تھیں۔ تمہیں اپنی دعا درمیان میں چھوڑ دینی پڑی۔ تمہیں ایک جامع سی دعا بتا دیں۔ یعنی چھوٹے الفاظ میں بڑی دعا آجائے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ضرور بتا دیجئے۔ فرمایا! جو کچھ مانگنا ہے اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا کرو اور بعد میں دعا کر لیا کرو کہ:

ترجمہ:...... ''یا اللہ! میں آپ سے خیر کی تمام چیزیں مانگتی ہوں جو آپ سے آپ کے نبی محمد ﷺ نے مانگی ہیں اور آپ سے شر کی ان تمام باتوں سے پناہ مانگتی ہوں جس سے آپ کے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔''

لیجئے پیچھے رہ کیا گیا؟۔ بھائی رزق مانگو اللہ تعالیٰ سے خوب مانگو۔ جب وہ خود بلوا رہے ہیں کہ آ ڈ لے جاؤ تو پھر کیوں نہ مانگیں۔ جو آپ مانگ سکتے ہیں اور جو کچھ آپ کے ذہن میں ہے مانگ لیں۔ کوئی ضرورت ہو، کوئی تقاضا ہو اور یہ خیال نہ کرو کہ یہ چیز کہاں مل سکتی ہے؟۔ مشکوٰۃ شریف میں حدیث قدسی ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

ترجمہ:...... ''اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور تمہارے آخر، تمہارے پہلے

تمہارے پچھلے' تمہارے مرد' تمہاری عورتیں' تمہارے چھوٹے' تمہارے بڑے' تمہارے انسان' تمہارے جن' سارے کے سارے مل کر سب سے متقی آدمی کی مثال بن جائیں تو میری خدائی میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ اور اگر تمہارے پہلے' تمہارے پچھلے' تمہارے مرد' عورت' چھوٹے' بڑے اور انسان وجن سارے مل کر تم میں سب سے جو زیادہ برا آدمی ہے اس جیسے بن جائیں تو میری خدائی میں مچھر کے پر کے برابر نقصان نہیں ہوگا۔'' (مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

بھائی! یہ تمہاری جمہوری گورنمنٹیں تھوڑی ہیں جو ووٹوں سے بنتی ہوں۔ وہ تو خدا کی خدائی ہے۔ لہٰذا تمہارے پہلے' پچھلے' مرد' عورت' چھوٹے' بڑے' انسان' جن' سارے کے سارے مل کر جو کچھ کسی کے جی میں آئے وہ مجھ سے مانگنے لگیں اور میں اس کو دینے لگوں تو میرے خزانوں میں مچھر کے پر کے برابر کمی نہیں ہوگی۔ یہ خیال مت کرو کہ یہ چیز بہت بڑی ہے۔ کیا مانگیں گے؟۔ مادی نعمتیں مانگنی چاہتے ہو تو وہ بھی مانگ لو۔ معنوی نعمتیں مانگنی چاہتے ہو تو وہ بھی مانگ لو۔ (لیکن محمود غزنویؒ والی بات کیوں نہ کی جائے) اس سلسلہ میں دو مثالیں عرض کر دیتا ہوں کہ:

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی آئے اور عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرما دیجئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ میری دعائیں قبول کرلیا کریں کہ میں مستجاب الدعوات بن جاؤں۔ دوسرے لفظوں میں وہ سارا کچھ سمیٹ کر لے گئے کہ ایک آدھ کیا دعا کروائیں۔ جب دعا کروانی ہے تو ایسی دعا کروائیں کہ ساری چیزیں آ جائیں۔

محمود غزنویؒ سے لوگوں نے ایاز کے بارے میں شکایت کی تھی کہ آپ ان کو بہت مانتے ہیں۔ آخر کیوں؟۔ محمود غزنویؒ نے کہا اچھا! اس کی وجہ بتائے دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اس نے ہیرے' جواہرات بکھیر دیئے اور کہا جو کوئی لوٹنا چاہے یا لینا چاہے لے لے۔ جب اذن عام ہوگیا تو سارے اٹھ کر چیزیں لینے لگے۔ ایاز جہاں کھڑا تھا وہاں کھڑا رہا۔ محمود غزنویؒ نے اس سے کہا ایاز تمہیں بھی اجازت ہے جو کچھ لینا چاہتے ہو لے لو۔ انہوں نے بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا میں نے یہ لے لیا ہے۔ جب آپ نے خود کہا ہے جو چاہو لے لو۔ میں نے تو بادشاہ ہی کو لے لیا۔

بھائی! خدا سے جو چاہو گے ملے گا۔ لیکن اگر خدا سے خود خدا ہی کو مانگ لو تو کیا وہ نہیں ملے گا؟۔ ضرور ملے گا۔ اور جس کو خدا مل گیا تو پیچھے کیا رہ گیا؟۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو تمہارے جی میں ہو' زور' قوت اور یقین کے ساتھ مانگو۔ جائز مانگو' ناجائز مت مانگو۔ کوئی پابندی نہیں ہے۔ ضرور ملے گا۔ خزانہ عام ہے اور جب وہ خود کہہ رہے ہیں۔ انشاء اللہ روکیں گے نہیں۔

میں کہتا ہوں ساری چیزیں مانگ لو اور ایک چیز مانگنے کی نہ چھوڑ دینا۔ وہ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگ لو۔ یا اللہ! میں تجھ سے تیری رضا چاہتا ہوں اور وہ راضی ہوگئے۔ ان کی رضا مل گئی تو سب کچھ مل گیا۔ خدا کی قسم! اس کی رضا کے بعد پھر پیچھے کوئی چیز باقی نہیں رہ جاتی اور خدانخواستہ نعوذ باللہ استغفر اللہ توبہ توبہ! اگر اس کی رضا نصیب نہیں ہوئی تو پھر اگر تخت سلیمانی بھی دے دیا جائے تو لغو اور لایعنی ہے۔ اس کی رضا کے بغیر کسی چیز کی کوئی قیمت نہیں تو دوسری چیز مانگنے کی رزق ہے اور میں نے کہا کہ رزق کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ دنیا اور آخرت کی ساری نعمتیں اس میں سمٹ آتی ہیں اور ان نعمتوں کا اصل الاصول اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے اور اللہ کی رضا مندی مشروط ہے ایمان اور اہل اللہ کی صحبت اور معیت

کے ساتھ۔اس لئے اللہ کی رضا مانگو تو ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی مانگو کہ:

''یا اللہ! اپنے فضل وکرم سے ہمیں ایمان صحیح نصیب فرما۔ایمان کامل نصیب فرما۔تقویٰ نصیب فرما۔اپنے نیک بندوں اور مقبول بندوں کا دنیا اور آخرت میں ساتھ نصیب فرما اور ان کے نقش قدم پر چلا۔''

اللہ والوں کے ساتھ چلو گے تو اللہ تک ضرور پہنچو گے۔بھائی جو راستہ جانتا ہو تم اس کے ساتھ ہو لیتے ہو۔جب اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہو گے تو جب وہ پہنچے گا تو تم بھی پہنچ جاؤ گے۔اس لئے کہ وہ راستہ جانتا ہے اور تم جانتے نہیں۔جب تم اس کے ساتھ چلے اور وہ تو راستہ جانتا تھا وہ پہنچ گیا تو تم بھی ساتھ پہنچ گئے۔حالانکہ تم جانتے نہیں تھے۔

اہل اللہ کے ساتھ چلو گے۔اللہ والے تو اللہ تک پہنچیں گے۔مگر تمہیں بھی ساتھ لے کر پہنچیں گے۔انشاء اللہ!

اور یہی راز ہے:''اھدنا الصراط المستقیم ۰ صراط الذین انعمت علیھم ۰ ''میں کہ یا اللہ! ہمیں چلا سیدھی راہ پر یعنی راہ ان کی جن پر تو نے انعام کیا۔اس میں صرف سیدھی راہ کی دعا نہیں سکھائی۔بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی راہ بتائی ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔جن حضرات پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا جس راہ پر وہ چلے ہیں ان کی راہ پر چلو گے تو ممکن نہیں جہاں وہ پہنچے ہیں وہاں تم نہ پہنچو۔

میں عرض کر رہا ہوں کہ اصل الاصول اور مقصد المقاصد غایۃ الغایات آخری اور چوٹی کی چیز ہے اللہ کی رضا اور اسی کو فرمایا: ترجمہ:......''اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔''اسی کو فرمایا:

ترجمہ:......''اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔میرے بندوں میں داخل ہو جا میری جنت میں داخل ہو جا۔میرے بندے میری رضا کا مورد ہیں اور میری جنت میری رضا کا محل ہے۔''

عافیت مانگئے

تیسری چیز عافیت ہے جس کی نشاندہی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔عافیت کا معنی ہے مکروہ اور ناپسندیدہ چیزوں سے حفاظت۔جیسے مصیبتیں،بیماریاں،دکھ درد،پریشانیاں اور رنجش وغیرہ یہ ساری چیزیں جو انسان کو ناگوار گزرتی ہیں۔ان سے بچالینا اس کو عافیت کہتے ہیں اور پھر عافیت کی دو صورتیں ہیں۔

ایک صورت تو یہ ہے کہ آدمی کسی تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہو اور اللہ سے یہ مانگے کہ یا اللہ! مجھے تکلیف سے نجات عطا فرما۔اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی تکلیف اور کسی مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ سے مانگے کہ یا اللہ! مجھے اس تکلیف سے بچانا اور اس سے حفاظت فرمانا۔حدیث میں ہے کہ:''کیا ہے کوئی مبتلا کہ میں اس کو عافیت دوں۔''معلوم ہوا کہ جو شخص کسی مصیبت میں،کسی تکلیف،کسی رنج میں مبتلا ہو چکا ہے وہ بھی مایوس نہ ہو۔بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگے۔اللہ تعالیٰ اس کو عافیت عطا فرمائیں گے اور اس کے ساتھ جو مصائب ابھی نازل نہیں ہوئے ان سب سے اجمالی طور پر عافیت مانگے۔اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لو کہ یا اللہ! میں فلاں فتنے سے تیری پناہ اور فلاں فلاں مصیبتوں سے

بقیہ 49

مولانا اللہ وسایا

بکھرے موتی

جمعہ کی نماز میں قرأت

حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حضرت سمرہؓ سے روایتیں ہیں کہ آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز کی ایک رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ کی قرأت فرماتے تھے۔ (نسائی ص۱۴۴ باب القراء وفی صلوٰۃ الجمعه) ایسے علماء جو حافظ ہوں وہ اس سنت مبارکہ کو زندہ کریں اور اجر پائیں۔

آنحضرت ﷺ کا عمل

حضرت امیہ بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے عرض کیا کہ قرآن میں صلوٰۃ الخوف اور مقیم کی نماز کا تو ذکر ہے۔ صلوٰۃ السفر کا ذکر نہیں تو عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا اے بھتیجے اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف آنحضرت ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ ہم کچھ نہیں جانتے۔ ہم تو اس طرح کریں گے جس طرح ہم نے آنحضرت ﷺ کو کرتے دیکھا۔ (نسائی ص۱۳۲ حدیث نمبر۱۴۳۳ باب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اتیت لیلة اسری بی علی موسیٰ علیه السلام عندالکثیب الاحمر وهوقائم یصلی فی قبره۰ نسائی حدیث نمبر ۱۶۳۰ باب ذکراصلوۃ نبی الله موسیٰ علیه السلام ''میں معراج کی رات کثیب احمر (جگہ کا نام) سے گزرا تو موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑا نماز پڑھتے پایا۔ (۱۶۳۰ سے ۱۶۳۶ تک چھ روایات میں اس واقعہ کا ذکر ہے)

جنازہ کی چار تکبیرات

نسائی حدیث نمبر ۱۹۶۸ الصلوٰۃ علی الجنازہ باللیل میں ہے کہ باجماعت صحابہ کرامؓ کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے جنازہ چار تکبیرات سے پڑھا۔

خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے خیرات کرے یا جہاد میں خرچ کرے تو اسے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! آپ کے لئے خیر ہے۔ جو غازی ہوگا تو اسے جنت کے

باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ جومجاہد ہوگا اسے جنت کے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ جوصدقہ کرنے والا ہوگا اسے جنت کے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ جوروزہ دار ہوگا اسے جنت کے باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جسے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ آپ (ابوبکرؓ) ان میں سے ہوں گے۔ (نسائی حدیث نمبر ۲۲۳۷ باب فضل الصائمه)

آنحضرت ﷺ پر درود وسلام

”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لله ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔“ (نسائی حدیث نمبر ۱۲۸۱ باب السلام علی النبی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے فرشتوں کی ایک جماعت زمین میں پھرتی رہتی (ڈیوٹی دیتی) ہے۔ میرا امتی جہاں کہیں مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ (فرشتے) مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے اجساد

حضرت اوس بن اوسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنوں میں سے جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن وفوت ہوئے۔ اسی دن قبروں سے اٹھیں گے۔ اسی دن قیامت کا کڑکا ہوگا۔ اسی دن (جمعہ) مجھ پر درود پڑھا کریں۔

فان صلوتکم معروضة علی

”قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت ای یقولون قد بلیت قال ان اللہ عزوجل قد حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیهم السلام۔“ آپ لوگوں (امتیوں) کا درود میرے حضور پیش ہوتا ہے۔ ہم نے عرض کی کہ ہمارا درود آپ ﷺ کے حضور کیسے پیش ہوگا۔ آپ ﷺ تو مٹی میں مل جائیں گے۔ (یعنی فوت ہوجائیں گے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد (وجود مبارکہ) کو کھائے۔ (نسائی حدیث نمبر ۱۳۷۲ باب اکثار الصلوٰۃ علی النبی یوم الجمعه)

سیدنا حضرت حسنؓ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت حسنؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے کبھی حضرت حسنؓ کی طرف۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دوگروہوں میں صلح کرائے گا۔ (نسائی حدیث نمبر ۱۴۰۹)

آپ ﷺ نے یہ پیشگوئی اس وقت فرمائی جب حضرت حسنؓ ابھی چھوٹی عمر کے تھے۔ سالہا سال بعد جب حضرت حسنؓ نے خلافت کو حضرت معاویہؓ کی خاطر چھوڑ دیا تو عرصہ سے موجود مسلمانوں کے دوگروہوں میں صلح ہوکر

آپ ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ واللہ! لقد صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!!!

قریش کے سات افراد

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بیت اللہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ قریش مکہ کا ایک گروہ وہاں موجود تھا۔ مکہ میں ایک اونٹ ذبح ہوا تھا۔ اس کی اوجڑی کہیں پڑی تھی۔ قریش نے کہا کہ وہ اوجڑی کون اٹھالاتا ہے۔ تاکہ جب آپ ﷺ سجدہ میں جائیں تو آپ ﷺ کی پشت پر وہ اوجڑی ڈال دی جائے۔ بعض اشقیاء قریش اس اوجڑی کو اٹھالائے۔ آپ ﷺ کے سجدہ میں جانے پر وہ آپ ﷺ کی پشت پر ڈال دی گئی۔ سیدہ فاطمہؓ ان دنوں چھوٹی عمر کی تھیں۔ آپ کو پتہ چلا تو دوڑ کر آئیں تو آپ ﷺ کی پشت سے وہ ہٹائی۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: ''اللهم عليك القريش'' (یا اللہ ان کو ہلاک فرما)

اے اللہ! ابوجہل' شیبہ بن ربیعہ' عتبہ بن ربیعہ' عقبہ بن معیط' حتیٰ کہ سات افراد کے لئے بددعا فرمائی۔ (باقی تین ولید بن عتبہ بن ربیعہ' امیہ بن خلف' عمارہ بن ولید) آپ ﷺ نے ان سات کے نام گنے۔ عبداللہؓ فرماتے ہیں: ''فوالذي انزل عليه الكتاب لقد رائيتهم صرعي يوم بدر في قليب واحد'' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر کتاب (قرآن مجید) اتاری ہم نے دیکھا کہ بدر کے دن ان سب کے کٹے پھٹے جسم ایک گڑھے میں پڑے تھے۔ (نسائی حدیث نمبر ۲۰۶ باب فرث مایوکل لحمه يصيب الثوب) آنحضرت ﷺ کی بددعا نے کیسے اپنا اثر دکھایا۔ واللہ! لقد صدق رسوله الكريم ۰ فاعتبروا یااولی الابصار!

اے کاش! قادیانی سوچیں کہ نبی کی بددعائیں اثر کرتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے جن کے لئے موت کی بددعا کی ان کے سامنے خود ہلاک ہوکر اپنے کذب پر مہر ثبت کرگیا۔ جیسے ڈاکٹر عبدالحکیم' مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ ان کے متعلق مرزا قادیانی نے مرنے کی بددعا کی تھی اور انہیں حضرات کی زندگی میں خود ہلاک ہوا۔ کاش! قادیانی سوچیں؟۔

آنحضرت ﷺ کی تقلید

ابی العالیہؒ فرماتے ہیں کہ زیاد (ابن فرعون) نماز میں تاخیر کرتے تھے۔ میرے ہاں عبداللہ بن صامتؓ تشریف لائے۔ میں نے ان کو کرسی پر بٹھایا اور زیاد کی بابت عرض کیا۔ عبداللہ بن صامتؓ نے اپنے ہونٹوں کو چبایا اور میری ران پر ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت ابوذرؓ سے یہی سوال کیا تھا (کہ قائم امیر جب نماز میں تاخیر کرے تو کیا کریں) تو ابوذرؓ نے میری ران پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا کہ میں نے یہی سوال آنحضرت ﷺ سے کیا تو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا تھا کہ تم نماز وقت پر پڑھ لیا کرو۔ پھر اگر ان کے ساتھ وقت مل جائے تو ان کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو۔ یہ مت کہنا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اب آپ لوگوں کے ساتھ نہیں پڑھتا۔ (نسائی حدیث

بقیہ: صفحہ 14 پر

صاحبزادہ طارق محمود

ناقابل فراموش... انمول یادیں...!

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی درویشی

موسم گرما کی ایک دوپہر تھی۔ سفید پگڑی‘ سفید لباس پہنے ایک بزرگ ہمارے گھر تشریف لائے۔ دعاو سلام کے بعد والد صاحب کے بارے میں پوچھا۔ میں نے عرض کی کہ ابا جان تو گھر موجود نہیں۔ مسجد سے ملحقہ مہمان خانہ میں انہیں بٹھایا۔ حال چال پوچھنے کے بعد گھر سے پانی لینے چلا گیا۔ میں گھر آیا تو والدہ صاحبہ نے مینگو سکوائش بنا کر مجھے دیا۔ مجھ سے پوچھنے لگے والد صاحب کب تشریف لائیں گے۔ میں نے عرض کی کہ ظہر تک آجائیں گے۔ انہوں نے بے تکلفی میں چارپائی سے بستر لپیٹ کر ایک طرف رکھتے ہوئے فرمایا اس کی ضرورت نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ آرام فرمائیں کوئی اور خدمت بتائیں۔ فرمایا بیٹے کپڑے دھونے کے صابن کا ایک ٹکڑا مجھے لادو۔ میں نے تعلیم حکم کیا۔ فرمایا تم جا سکتے ہو۔ والد صاحب آئیں تو ملوا دینا۔ تھوڑی دیر بعد میں کھیلتا کھیلتا مسجد کے وضو خانہ کی طرف آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بزرگ اپنا کرتہ دھونے میں مشغول تھے۔ پھر انہوں نے دھوپ میں صف بچھائی اور کرتہ اس پر ڈال دیا۔ پھر سر کی پگڑی اتاری اور اسے دھونا شروع کیا اور اسے بھی سوکھانے کے لئے صف پر بچھا دیا۔ خود پنکھے کے نیچے آکر بیٹھ گئے۔ ظہر کے قریب معمول کے مطابق والد صاحب گھر تشریف لائے۔ میں نے انہیں بزرگ کی آمد کے بارے میں بتایا۔ والد صاحب فوراً مہمان خانہ کی طرف لپکے۔ کچھ دیر بعد گھر تشریف لائے۔ فرمایا جلدی سے کھانا تیار کرو۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ تشریف لائے ہیں۔ نام تو میں نے پہلے سن رکھا تھا۔ اسمبلی میں گرجنے برسنے والے مولانا غلام غوث ہزارویؒ۔ نام کی دھوم تھی۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی سادگی‘ فقر‘ شخصی عظمت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے میرے دل پر نقش ہوگئی۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ پھر جب کبھی ہمارے ہاں تشریف لاتے میں اصرار کرتا کہ حضرت اب صابن آپ کو نہیں ملے گا۔ اپنے کپڑے دیں گھر والے دھونے میں سعادت سمجھیں گے۔ ہنس کر فرمایا کرتے۔ بابا میں اپنے کپڑے خود دھوتا ہوں کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

ہم فقیروں سے دوستی کرلو
گر سکھا دیں گے بادشاہی کے

باران رحمت کا خراج عقیدت

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے ساری زندگی‘ فقر و فاقہ‘ درویشی اور سادگی میں گزاری۔ حکومتی ایوانوں کو لرزہ براندام کرنے والے حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ عجز و انکساری اور سادگی میں صحابہ کرامؓ کا نمونہ تھے۔ عام بس پر اکیلے سفر کرتے۔ یار لوگوں نے ان کے بارے میں بڑی بے پر کی باتیں اڑائیں۔ جب وفات کا وقت قریب آگیا۔ تو

اہلیہ سے کہا مجھے معارف کر دینا۔ میں ساری زندگی تمہیں راحت و آرام نہیں دے سکا۔ اس کا اجر تمہیں اللہ تعالیٰ دیں گے۔ پھر فرمایا میرا وقت آن پہنچا ہے۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا انتقال ہوا۔ ان کا جنازہ اور تدفین کا منظر بھی روح پرور تھا۔ میرے بہنوئی حاجی محمد اسلم ہری پور ہزارہ سے بغہ جنازہ میں شریک ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی میت گھر سے اٹھائی گئی تو چاروں طرف بادل چھا گئے۔ نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو آسمان بھی اس عظیم المرتبت انسان کی موت پر رونے کے لئے بے قرار ہو گیا۔ جب مولانا کا جسد خاکی قبر میں اتارا گیا تو چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ بجلی کی چمک جب مولانا کے چہرے پر پڑتی تو چہرہ بھی چمکتا دمکتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ میرے بہنوئی کا کہنا ہے کہ میں نے پوری زندگی اتنی حسین میت آج تک نہیں دیکھی تھی۔ لحد بند ہوتے ہی بارش شروع ہوگئی۔ قبر کی مٹی باران رحمت میں ہی ڈالی گئی۔ ہزاروں عقیدت مندوں نے آسمان کو چھم چھم برستے ہوئے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دیکھا:

مرنے والے تجھے روئے گا زمانہ برسوں

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی ڈانٹ

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مرنجان مرنج' اعلیٰ پوشاک اور معطر و معتبر شخصیت کے مالک تھے۔ حسن و جمال میں امیر شریعت کی تصویر تھے۔ احرار رہنماؤں میں واحد شخصیت تھے جنہوں نے حضرت شاہ جیؒ کی اداؤں کو اپنایا۔ ایک مرتبہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ انہوں نے چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہونا تھا۔ رات ہمارے ہاں قیام کیا۔ حضرت قاضی صاحبؒ سفر اہتمام سے کرتے اور بھاری بھرکم سامان ہمراہ رکھتے۔ اس مرتبہ بھی دیگر سامان کے علاوہ دو تھیلیاں اخروٹ اور بادام ساتھ لائے تھے۔ حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ رات والد صاحب کے کمرے میں سوئے۔ صبح جب میں کمرے میں داخل ہوا تو قاضی صاحبؒ پلنگ پر دراز کچھ پڑھنے میں مشغول تھے۔ مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیٹا ذرا ادھر آؤ۔ میں قریب آیا تو میرا کان پکڑ لیا اور زور سے کھینچتے ہوئے فرمایا کہو السلام علیکم تایا جی۔ مجھے مہمان کی اس جسارت پر ندامت کی بجائے غصہ آیا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ دوبارہ کان کھینچا تو میرے منہ سے بے اختیار نکلا السلام علیکم تایا جی۔ فرمایا! وعلیکم السلام! پھر فرمایا اب کبھی بھولو گے تو نہیں؟۔ میں نے احراری شکنجہ سے آزاد ہونے والے کان کو سہلاتے ہوئے بادل نخواستہ کہا جی کبھی نہیں۔ پھر فرمایا ذرا قریب آؤ۔ میں سہم گیا کہ اب کہیں دوسرے کان کی شامت نہ آجائے۔ قاضی صاحبؒ نے دونوں ہاتھ میرے گالوں پر رکھے۔ پیشانی کو چوما۔ قاضی صاحبؒ کی یہ ادا مجھے اتنی بھائی کہ سارا غصہ رفو ہو گیا۔ یہ چھوٹی سی سزا ساری زندگی کام آرہی ہے۔

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی ادائیں

ایک دفعہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ فیصل آباد دھوبی گھاٹ میں خطاب کے لئے تشریف لائے۔ بوجوہ دھوبی گھاٹ میں تو جلسہ نہ ہو سکا تاہم نڑوالا چوک اور دھوبی گھاٹ (اقبال پارک) سے متصل سڑک پر اسٹیج لگایا گیا۔ قاضی صاحبؒ ایک خاص سٹائل سے سر پر عربی رومال رکھا کرتے تھے۔ جو بعد میں علماء و خطباء میں بہت مقبول

عام ہوا۔ قاضی صاحب تقریر کر رہے تھے کہ دوران تقریر رومال سرک کر اتر گیا۔ قاضی صاحبؒ کے سفید گھنگریالے بالوں کو دیکھ کر حضرت امیر شریعتؒ کی یاد تازہ ہو جاتی۔ مجمع میں سے ایک آواز آئی۔ قاضی صاحبؒ سر ڈھانپ لیں۔ برجستہ فرمایا کہ تقریر ہے نماز نہیں۔ ساتھ ہی فوراً سر ڈھانپ لیا۔ چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں ایک ایک واقعہ سنا کر یہ جملہ دہرایا کرتے تھے کہ:

’’نبی کتب فروش نہیں ہوتا............اور کتب فروش نبی نہیں ہوتا۔‘‘ ان کا اشارہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ہوتا تھا۔ جس نے ساری زندگی کتب فروشی کا دھندہ اختیار کئے رکھا اور خانہ ساز نبوت کا کاروبار بھی۔

آغا شورش کاشمیریؒ کی حاضر دماغی

صدر ایوب خان کے دور میں آغا شورش کاشمیریؒ نے قادیانیوں سے متعلق ایک شذرہ لکھا۔ عنوان تھا ’’الحمدللہ‘‘ حکومت نے چٹان پریس ضبط کر لیا اور ہفت روزہ چٹان کی اشاعت پر پابندی لگا دی۔ آغا شورش کاشمیریؒ کو گرفتار کر کے ڈیرہ اسماعیل خان کی جیل میں بند کر دیا۔ آغا شورش کاشمیریؒ نے جیل میں بیٹھے بیٹھے تحریک پیدا کی۔ سرکار کے ناروا سلوک پر انہوں نے جیل میں بھوک ہڑتال کر دی۔ پورے ملک میں ہلچل مچ گئی۔ بعد ازاں حکومت نے انہیں ڈیرہ اسماعیل خان سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی منتقل کیا۔ جہاز ملتان میں تھوڑی دیر کے لئے رکنا تھا۔ میرے والد مولانا تاج محمودؒ نے ٹیلی فون کے ذریعہ مولانا محمد علی جالندھریؒ کو مطلع کیا اور انہیں آغا شورش کاشمیریؒ سے ملاقات کرنے کو کہا۔ ملتان کا ائیر پورٹ چاروں طرف سے پولیس کی تحویل میں تھا۔ والد صاحب نے کسی ذریعہ سے آغا شورش کاشمیریؒ کو بھی مطلع کر دیا کہ ملتان ائیر پورٹ پر مولانا جالندھریؒ ملاقات کے لئے آپ کے منتظر ہوں گے۔ جہاز ملتان ائر پورٹ پر اترا تو آغا شورش کاشمیریؒ ٹہلنے کے بہانے جہاز سے باہر نکل آئے۔ سی آئی ڈی کے اہلکار بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ انہیں جل کر آغا شورش کاشمیریؒ کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ سی آئی ڈی حکام نے دیکھا تو مولانا جالندھریؒ کی طرف لپکے تو شورش کاشمیریؒ نے انہیں ڈانٹ پلائی اور روک دیا۔ ایک آفیسر نے آگے بڑھ کر مولانا محمد علی جالندھریؒ سے ان کا نام اور تعارف حاصل کرنا چاہا۔ مولانا جالندھریؒ روایتی سادہ لباس میں تھے۔ اس سے پہلے کہ مولانا جالندھریؒ کچھ کہتے۔ شورش کاشمیریؒ بول پڑے کہ: ’’او بھئی یہ امرتسر میں ہمارے محلہ کے ہمسایہ تھے۔ میرے دیرینہ تعلق والے ہیں۔‘‘ سی آئی ڈی والے مولانا جالندھریؒ کا حلیہ دیکھ کر اور شورش کاشمیریؒ کی زبانی تعارف سن کر مطمئن ہو گئے۔ دونوں رہنماؤں نے رن وے پر کھڑے کھڑے تحریک ختم نبوت کے خاکے تیار کر لئے۔ چٹان پریس کی واگذاری اور مقدمہ کے حوالے سے منصوبہ بندی کی۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ نے انہیں یقین دلایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت ہر ممکن صورت میں آپ کا ساتھ دے گی۔ مذکرات مکمل ہو گئے۔ مولانا جالندھریؒ اپنے ہمراہ جو کچھ لائے تھے وہ شورش کاشمیریؒ کے حوالے کیا۔ اتنے میں اعلیٰ حکام آ گئے۔ انہوں نے کہا آغا صاحب جہاز تیار ہے۔ دونوں رہنماؤں نے پر جوش معانقہ کیا۔ یوں شورش کاشمیریؒ ہوا کے دوش پر تیرتے ہوئے کراچی پہنچ گئے۔

قسط نمبر 1

تلخیص: مولانا قاضی احسان احمد

اعتراف عظمت

اعتراف عظمت کے لئے بھی باعظمت ہونا ضروری ہے۔ کسی کے کمالات کی تحسین کرنے اور اس کی انتہا درجہ کی خوبیوں کو تسلیم کرنے اور دل و جان سے ماننے کے لئے بھی باکمال ہونا ضروری ہے اور پھر جبکہ وہ شخصیت ہم اثر ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسے باعظمت اور باکردار لوگ تاریخ میں خال خال ملتے ہیں۔

ویسے تو دارالعلوم دیوبند نے ایسی نابغہ روزگار ہستیاں پیدا کی ہیں کہ ان میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جس کے تذکرہ کو فروگزاشت کیا جاسکے۔ ہر ایک علم وعرفان کا بہتا ہوا خاموش سمندر، زہد وتقویٰ کی اعلیٰ ترین مثال، ملک وملت کے تحفظ پر جان نچھاور کرنے والے جاںنثار، دین اسلام کی سربلندی کے لئے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے حق وصداقت کا نغمہ ہائے آزادی بلند کرنے والے۔ غرضیکہ ایک سے بڑھ کر ایک نمایاں، اعلیٰ، کامل شخصیات جو دارالعلوم دیوبند کے درخشندہ ستارے ہیں۔

انہی مقدس شخصیات میں سے ایک نام محدث کبیر استاذ الحدیث حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ہے جنہوں نے دارالعلوم دیوبند سے اکتساب فیض کرنے کے بعد دارالعلوم کا نام پوری دنیا کے اندر اپنے علمی، عملی، ظاہری، باطنی، سیاسی اور جہادی کارناموں سے روشن کیا اور پاک وہند نہیں بلکہ جہاں ان کا نام گیا ان کو ان کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑا اور وہ اس عظیم ہستی کو خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ ذیل میں چند اعترافات حضرت مولانا سید انظر شاہ کاشمیری کی زبانی پیش خدمت ہیں:

اعتراف کمال

حضرت شاہ صاحبؒ کے ایک مشہور نمایاں شاگرد سابق رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند مفتی محمود صاحب نانوتویؒ نے ایک بار حضرت مولانا انظر شاہ سے حیرت واستعجاب سے کہا تھا کہ عجیب بات ہے کہ شاہ صاحبؒ دارالعلوم سے پہلے دہلی میں کچھ وقت تدریس کا گزار چکے تھے۔ دہلی اور دیوبند کے مابین فاصلہ ہی کتنا ہے اور پھر طلباء ایک درس گاہ کے دوسری درس گاہ سے ملتے ہی رہتے ہیں۔ ان کی ملاقاتوں میں کوئی اہم عنوانات، عصری مسائل، حوادث روزگار اور ان کے علل واسباب پر بحثیں بھی نہیں ہوتیں۔ مرغوب خاطر ان کے موضوع اور اس کے دوائر اپنی درس گاہ کی خصوصیات اور اپنے اساتذہ کے امتیازات ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود شاہ صاحبؒ کے غیر معمولی تجر، بے نظیر قوت حافظہ اور علمی تفوق کا تذکرہ کبھی سننے میں نہیں آیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اچانک دیوبند میں ان کا ورود ذمہ داران مدرسہ کی جانب سے تدریس پر ان کی ماموری اور پھر ایک استاذ وقت کے یہاں کی زیر درس کتابیں ایک نووارد کے یہاں منتقل کئے جانے پر طلبہ کے لئے

تشویش انگیز تھا۔ حالانکہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ حجاز سے وارد ہندوستان ہوئے اور پھرتے پھراتے دیوبند نکل آئے تو انہیں بھی کچھ کتابیں اہتمام سے درس کے لئے دی گئیں۔ طلبہ میں نہ کوئی تشویش تھی نہ جذبات میں کوئی برہمی۔ وجہ یہ تھی کہ مولانا مدنیؒ سے پہلے ان کی شہرت اور حضرت شیخ الہندؒ سے وابستگی ان سے بھی پہلے ہندوستان پہنچ چکی تھی۔ لیکن پھر کیا ہوا چند ہی روز میں اس نووارد کے تفوق کے چرچے دارالعلوم دیوبند ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں اس طرح پھیل گئے کہ نہ کوئی اخبار اس مہم میں شریک تھا اور نہ تشہیر کا کوئی باقاعدہ منصوبہ بنایا گیا تھا۔

مفتی محمود صاحبؒ کا حیرت انگیز تاثر اس حقیقت سے نقاب کشائی کرتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کے فضل وکمال اور ان کی جامعیت وتبحر کو روز اول ہی سے ایک تسلیم شدہ حقیقت کے طور پر قبول کیا گیا۔ تجربہ بتاتا ہے کہ اس گئے گزرے دور میں طلباء کو اپنے اساتذہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ تعلق رہتا ہے۔ خصوصاً دینی درس گاہ کے طلباء کا دلچسپ موضوع دوسری درس گاہوں کے طلبہ کے مقابل اپنے اساتذہ کا وقیع تذکرہ اور ان کے امتیازات علمی کو بیان کرنا ہے۔ لیکن مرحوم کے فضل وکمال کے معتقد صرف آپ کے تلامذہ ہی نہیں بلکہ غیر تک ہیں۔ متنبی مشہور شاعر نے اپنے حکیمانہ کلام میں ایک موقع پر اس شہادت کو وقیع شہادت قرار دیا ہے جو مخالفین کی زبانوں پر آئی ہو۔ اس خاکسار کی رائے یہ ہے کہ اس مشہور مصرعہ میں اعتدال پسند مخالفین کا اضافہ کیا جائے اور مشہور یہ ہے کہ: ''قدر گوہر شاہ داند یا راز جوہری'' جوہر شناس حلقہ کی داد اور ان کا اعتراف کسی کے فضل وکمال کو تسلیم کرنے کی سب سے بڑی سند ہے۔ صوفیاء نے بھی عوامی رجوع کو چنداں حیثیت نہیں دی ہے۔ بلکہ کسی شخص کی جانب خواص اور انسانوں کے لب لباب حلقہ کے التفات کو مرجعیت کی سب سے بڑی علامت بتایا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے لئے یہ سب سے بڑا فخر ہے کہ ان کے اساتذہ بھی ان کی وسعت علمی اور تبحر کے قائل تھے۔ مسلسل سننے میں آیا ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کسی حدیث کی نئی توجیہہ بیان کرتے یا زبان مبارک پر کوئی علمی وقیقہ آتا تو عموماً ارشاد ہوتا کہ:

''خیال میں تو یہ بات آرہی ہے البتہ یہ شاہ صاحبؒ ہی بتائیں گے کہ متقدمین ومتاخرین میں سے کسی نے یہ بات کہی ہے یا نہیں۔''

فخر روزگار شاگرد اپنی شاگردانہ سعادتوں کے ساتھ عرض کرتا کہ: ''حضرت یہی بات فلاں عالم نے لکھی ہے۔''

کیا عرض کیا جائے ہمارے اس دور میں جب اپنے دور از کار خیالات کو سب سے بڑی علمی تحقیق وکاوش کی حیثیت میں پیش کرنے سے چوکا نہیں جاتا اپنے وقت کا یہ امام یعنی حضرت شیخ الہندؒ خود اپنے علمی انکشافات کو کسی اہل علم کی تائید کے بغیر پیش کرنا گناہ ہی سمجھتا رہا۔ بات تو بہر حال یہ چل رہی تھی کہ شاہ صاحبؒ کے کمالات علمی وعملی کو ممتاز دانشور حلقے نے کھلے دل سے قبول کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اہل علم کے قلم سے لکھے ہوئے وہ الفاظ خاص طور پر کار آمد ہیں جو ان کے محتاط اساتذہ نے استعمال فرمائے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے قلم مبارک سے جو خصوصی سند حدیث عنایت فرمائی تھی اس میں تحریر فرمایا:

''ان اللہ قد جمع لہ العلم والعمل والسیرۃ والصورۃ والورع والزھد والرای الصائب والذھن الثاقب۔''

حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے جو آپ کے دوسرے استاذ تھے چند سال گزرتے ہیں کہ ایک مطبوعہ تصنیف میں بدقسمتی سے جس کا نام اس بے بضاعت کو محفوظ نہیں رہا دیکھا کہ بعض مسائل میں مستفتی کو کوئی جواب دینے کے بجائے شاہ صاحبؒ سے رجوع کا مشورہ دیا۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ کسی محقق عالم کی جانب سے جب کہ وہ استاذ بھی ہو اپنے شاگرد کے تفوق پر یہ سب سے بڑا اعتماد ہے اور آپ کا سفر حجاز جس کا پہلے ذکر آ چکا اس سفر میں شیخ حسین طرابلسی صاحب رسالہ حمیدیہ وحصون الحمیدیۃ نے اپنی اسانید کی اجازت دیتے ہوئے جو وثیقہ اپنے قلم سے لکھ کر عنایت فرمایا تھا اس میں آپ کے نام کے ساتھ تحریر تھا:

"الفاضل الشیخ محمد انور شاہ ابن مولانا معظم شاہ الکشمیری ۔"

دین حنیف شرع متین سے معمولی سی بھی نسبت رکھنے والا مجدد الملت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نام نامی اسم گرامی سے بخوبی واقف ہے۔ حضرت تھانویؒ دارالعلوم دیوبند کی مایہ ناز شخصیات میں سے ایک قابل ذکر شخصیت ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ سے عمر میں بڑے خانقاہ تھانہ بھون کے موسس انتہائی شائستہ گفتگو کے مالک مبالغہ آرائی اور بناوٹی گفتگو سے مبراء صاحب تالیف وتصنیف بزرگ ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے کمالات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

"جو شاہ صاحبؒ کی اقتداء میں نماز پڑھ لے گا مجھے رحمت حق سے اس کی نجات کی توقع ہے۔"

اور یہی وجہ ہے کہ اگر صاحب سوانح تھانہ بھون تشریف لے جاتے تو مرشد تھانویؒ اپنی جگہ انہیں کو امام بناتے۔

یہ دلچسپ واقعہ بھی سننے کے قابل ہے کہ مرحوم شاہ صاحب: "المغضوب والضالین ۔" کی صحیح ادائیگی کا اہتمام اس طرح فرماتے کہ سامعین کو محسوس ہوتا کہ ادائیگی صحیح نہیں ہو رہی ہے۔ جناب قاری عبدالوحید صاحب جو الہ آبادی مکتبہ قرات کے ممتاز رکن تھے اور مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کو قرات کی تعلیم دینے کے لئے منتخب کئے گئے تھے دیوبند پہنچے اور بالآخر یہیں دارالعلوم میں شیخ القراء کے ممتاز عہدہ پر سرفراز کئے گئے۔ نہ صرف یہ کہ قاری صاحب، صاحب سوانح کی نظارت علیہ کے معتقد بلکہ ان کی روزانہ کی مجلس کے حاضر باش تھے۔ اغلباً حضرت تھانویؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ ایک مکتوب میں قاری صاحب نے مرشد تھانویؒ سے دریافت کیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ ضاد کی صحیح ادائیگی نہیں فرماتے کیا میں ان کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟۔ جواب باصواب یہ تھا کہ:

"اگر حضرت مولانا انور شاہؒ کی امامت میں بھی کوئی تردد ہے تو پھر کس کی امامت میں نماز ادا کیجئے گا؟۔"

اور حضرت والا ہی کی مجلس میں جب ایک روز مستشرقین میں سے کسی ایک حاضر مجلس نے یہ مقولہ سنایا کہ:

"اسلام کی حقانیت کی علامت امام غزالی کا وجود ہے۔" تو حکیم الامت نے بروایت علامہ عثمانی مرحوم وسید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرمایا کہ:

"میرے نزدیک اسلام کی حقانیت کے دلائل میں سے موجودہ وقت میں مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا مسلمان ہونا ہے۔ یہ اتنے بڑے عالم ہیں کہ اگر اسلام میں کہیں اور کسی جگہ بھی کجی ہوتی تو اسلام کو چھوڑ دیتے اور جب یہ اسلام پر ہیں تو

منشی مولا بخش کشتہؒ

قند مکرر

رودادِ جلسہ اسلامیہ قادیان

تقریر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ

اول مدرس دارالعلوم دیوبند نے ساڑھے پانچ بجے شام تک تقریر فرمائی۔ تقریر عالمانہ اور مدلل تھی۔ اس لئے رپورٹروں نے جناب شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ خود قلم بند فرما کر بھجوا دیں۔ مختصر بلکہ نہایت اقل خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آیت میں: ''توفی'' لفظ ماضی نہیں بلکہ مضارع ہے اور توفی کے معنے جو مارنے کے کئے جاتے ہیں قرآن مجید میں بھی ایک جگہ ایسا نہیں۔ لغت والے اس کے معنے شے کو پورا لینا ہے یا پوری مدت پر لے لینا لکھتے ہیں۔ وغیرہ!

اس کے بعد مولانا ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے کل مرزائی جماعت کو چیلنج دیا تھا مگر ڈپٹی صاحب (منتظم افسر) نے یہاں (قادیان میں) اجازت نہیں دی۔ اگر مرزائی صاحبان اور خواہش رکھتے ہیں تو مولوی ظفرالحق صاحب بٹالہ میں انتظام کردیں گے۔ وہ مباحثہ کرلیں۔ اس کے بعد اجلاس ختم ہوا۔

اجلاس اول (۲۱ مارچ) سوموار بوقت صبح آٹھ بجے

اول حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب پھر مولانا محمد طاہر صاحب دیوبندی نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔ اس کے بعد کارروائی شروع ہوئی۔

تقریر حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی نے ''بل نقذف بالحق بما تصفون۰'' سے تقریر شروع کی اور کہا کہ اس کا مجھے افسوس ہے کہ میری زبان اور ہے اور آپ کی اور لیکن بہرحال میں آپ کے مدعا آپ کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کروں گا۔ کتاب انجام آتھم (مصنفہ مرزا) سے میں آپ کو کچھ سناتا ہوں مگر مصلحت انجمن کے خلاف سمجھ کر چھوڑتا ہوں۔

حضرات! آج ایک شخص مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے مگر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث موجود ہے۔ دیکھ لو اور سمجھ لو۔ سپاہی اپنے نشان وردی وغیرہ سے پہچانا جاتا ہے۔ پس وہ علامات جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہیں جس میں پائی جائیں ہم اس کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ ارشاد نبوی ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں مسیح نازل ہوں گے۔ اس وقت مال کی اس قدر بہتات ہوگی کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ صلیب توڑیں گے دجال کو قتل کریں گے۔ مسلمانوں سے جزیہ اٹھائیں گے۔ (بخاری) مسند ابوداؤد میں ہے کہ دنیا پر ایک سکہ اسلامی ہوگا اور بس.....!

مگر مرزا قادیانی اپنی کتاب ازالہ کے صفحہ ۹۸ پر اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ مال بڑھے گا کا یہ معنی ہے کہ قرآن ایک بیش قیمت مال ہے۔ یہی وہ مال ہے جس کی نسبت پیشگوئی ہے کہ مسیح اس کو پھیلائے گا۔ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔ صاحبان اگر یہ قرآن مال ہے جو مرزا قادیانی نے کہا ہے تو کیا دنیا میں اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں۔ افسوس!

لطیفہ: ایک شہزادہ نے نجوم کا علم سیکھا۔ کسی نے اپنے ہاتھ میں انگشتری لے کر اس سے پوچھا کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ نجومی شہزادہ نے کئی پرت کالے کر کے بتایا کہ چکی کا پاٹ ہے۔ آدمی ہنس پڑا اور دکھا کر کہنے لگا کہ یہ تو انگشتری ہے۔ بھلا چکی کا پاٹ مٹھی میں آ سکتا ہے؟۔ نجومی میاں جھٹ بول اٹھے کچھ ہی ہو گول تو ہے۔ سو مرزا قادیانی کو تو گول سے غرض ہے۔ معنے مطلب جو کچھ ہی ہوں۔

دجال کی شناخت

صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ دجال بڑی قوت سے آئے گا اور دنیا کو اپنے ڈھب پر چلائے گا اور دجال کانا ہوگا۔ اگر میرے وقت میں آیا تو میں اس سے نپٹ لوں گا اگر بعد میں آیا تو خدا اسلام کی حفاظت کرے گا۔

اس پر مرزا قادیانی ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۲۲ پر لکھتا ہے کہ دجال کی حقیقت نبی کریم ﷺ پر نہیں کھلی۔ اب خود فیصلہ کرلو کہ مرزا قادیانی اچھا جانتے ہیں یا آنحضرت ﷺ؟ اور سنو! مرزا قادیانی نصاریٰ (انگریزوں) کو دجال مانتے ہیں۔ مگر یاد رکھو! دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ انگریزوں نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن اگر ہم مرزا قادیانی کی خاطر مان لیں کہ نصاریٰ ہی دجال ہیں تو مرزا قادیانی ہی کی تحریرات دیکھئے صفحہ ۲۵۵، صفحہ ۲۵۶ جس پر گورنمنٹ انگریزی کی تعریف کی گئی ہے۔ عجیب ہے کہ جس کو وہ دجال بتاتے ہیں اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے اعزاز کے طالب ہوتے ہیں۔ مسیح نے تو دجال کو مارنا تھا۔ مگر دیکھو تو مرزا مسیح مر گیا ہے اور دجال ہنوز نہیں مرا۔ انگریز زندہ ہیں۔

اور سنو! جب مرزا قادیانی نے سنا کہ جملہ اقوام کا ایک ہو جانا بھی مسیح کے آنے کی علامت ہے تو اس نے مختلف دعوے کئے۔ کبھی مسیح بنے، کبھی موسیٰ، کبھی کرشن، یعنی ہندو مسلم عیسائی سب ان کو مان لیں۔ مگر یاد رکھو مسیح جب آئے گا تو اس کو مختلف بہروپ بدلنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جانتے ہو رسول عربی ﷺ نے سب کو ایک ہی کلمہ کی دعوت دی اور سب کو ایک ہی جھنڈے کے نیچے لا کر کھڑا کر دیا:

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

پھر فرمایا مرزا قادیانی نے سنا ہوا تھا کہ دجال آئے گا۔ اس کا گدھا بھی ہوگا۔ اس کے کانوں میں ستر گز کا فاصلہ ہوگا۔ مرزا قادیانی نے انگریز قوم کو دجال بتایا اور ریل گاڑی کو گدھا اور انجن سے گاڑی تک ستر گز کا فاصلہ۔ لیکن یہ نہ بتایا کہ ریل گاڑی کون سی گاڑی ہے۔ ڈاک گاڑی، پسنجر یا مال گاڑی اور پھر باوجود گدھا ہونے کے مرزا قادیانی اس پر چڑھتے بھی رہے اور اب بھی ان کی اولاد اور مرید سوار ہوتے ہیں۔

مولانا غلام دستگیر قصوریؒ

قسط نمبر2

تحقیقات دستگیریہ فی رد ھفوات براہین

پس معلوم ہوا کہ اصلی غرض براہین والے کی ان الہامات کے بیان اور وحی کے عیان سے مسلمانوں سے باور کرانا ہے کہ میں سب ولیوں سے افضل ہوں اور نبیوں کا نمونہ ہوں اور اس کے قادیان میں مکہ معظمہ کی طرح وحی اترتی ہے اور اب خدا کا حکم ہے کہ سب لوگ قریب وبعید ہر طرف سے قادیان میں آئیں اور ہدایت پائیں اور جو نہ حاضر ہوگا خدا تعالیٰ اس سے حساب لے گا۔ جیسا کہ اشتہار سے نقل اس کی اوپر منقول ہوچکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے دعوے اکابر صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفائے راشدینؓ وامامان اہل بیتؓ وتابعینؒ سے جو افضل ہیں ساری امت سے صادر نہیں ہوئے۔

پس صاحب براہین کے یہ دعوے صریح مساوات کا اظہار ہے انبیاء ومرسلین سے۔ اگرچہ وہ اہل اسلام کے بلوے کے خوف سے صاف اقرار نہیں کرتا کہ میں رسول ہوں۔ لیکن یہ تو اس پر نازل ہورہا ہے: ''قل انی امرت وانا اول المؤمنین۰ فاصدع بما تؤمر واعرض عن الجاهلین۰ لعلك باخع نفسك ان لا یكونوا مؤمنین۰ قل جاءكم نور من الله فلا تكفروا ان كنتم مؤمنین۰ ''جن کا ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے۔

پس یہ دعویٰ نبوت نہیں تو اور کیا ہے؟۔ مع ہذا اس نے اشتہار میں صراحتاً لکھا ہے کہ میں انبیاء ورسل کا نمونہ ہوں۔ جس کی نقل اوپر ہوچکی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ نمونہ شے کا عین وہ شے ہوتی ہے جیسا کہ فارسی کی نثر مشہور ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ یعنی گیہوں کے انبار سے۔ مثلاً ایک مٹھی اس کا نمونہ ہے تو اس اقرار اشتہار سے ثابت ہے کہ صاحب براہین (مرزا قادیانی) اپنے آپ کو انبیاء ومرسلین سے جانتا ہے۔ پس صاف یہ مثلیت ہے کہ نہ ظلیت اور نیز اس نے براہین کے صفحہ ۵۰۰، خزائن ص۶۰۱ میں یہ فقرہ اپنا الہام لکھا ہے: ''جری الله فی حلل الانبیاء۰ ''اور اس کا ترجمہ اور تفسیر یوں کرتا ہے کہ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ: ''منصب ارشاد وہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلۂ انبیاء ہیں اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حلۂ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے۔''انتهاء بقدر الحاجة!

پس براہین والے کی خود تصریح سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کا مورد ہونا نبیوں کا خاصہ ہے تو اس کو اپنے لئے ثابت کرنا نبوت کا اثبات ہے اور یہ کہنا کہ غیر انبیاء کو بطور مستعار یہ حلۂ ملتا ہے باطل ہے۔ کیونکہ منصب ورود وحی رسالت غیر انبیاء کو ہرگز نہیں ملتا اور ولیوں کے الہام اور رسالت سے مترادف نہیں۔ اس لئے کہ وحی رسالت ملائکہ کی حفاظت سے محفوظ ہوتی ہے اور اس کی اطلاع میں ہرگز کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوتا اور نہ اس میں احتمال خطا کا ہوتا ہے۔ اس واسطے مکلفین پر اس کا قبول واجب ہے۔ جس نے اس کو مانا وہ مومن ہے جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ برخلاف الہام

اولیاء کے کیونکہ الہام سے اگرچہ بعض حقائق ذات وصفات الٰہی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ یا بعض وقائع دنیا کا بھی یقین ہو جاتا ہے۔ مگر بجمیع الوجوہ شک وشبہ سے زائل نہیں ہوتا اور احتمال خطا اس میں باقی رہتا ہے۔ اسی لئے لوگوں پر اس کا ماننا لازم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ تفسیر فتح العزیز میں آیت: ''عالم الغیب۔'' کے نیچے اس پر تصریح ہے اور یہ بھی اعتقاد اہل سنت ہے۔

لہٰذا نبیوں کے اخبار غیب پر ایمان واجب ہے اور کاہن ونجومی وغیرہ جو غیب کی خبر دیں۔ اس کی تصدیق کفر ہے اور علیٰ ہذا مدعی الہام جو بعد الانبیاء اپنے الہامات کی خبر دے۔ اس کی تصدیق بھی ناجائز ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے فقہ اکبر کی شرح کی ملحقات میں تصریح کی ہے۔ اکابر اہل سنت کا اتفاق تو اسی پر ہے اور غیر مقلدین اور ان کا امام صاحب براہین جو الہام اولیاء کو حجت قطعی وحی رسالت کی طرح بتاتے ہیں۔ ان کی غلطی کا منشاء حضرت خضر کے الہام کا ذکر اور واقعہ الہام ام موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام ہے۔ جو منصوص قرآنی ہے۔ جیسا کہ براہین کے صفحہ ۵۴۸ خزائن ص۶۵۴ میں لکھا ہے۔ اور نیز: ''خضر جن میں سے کوئی نبی نہ تھا۔'' انتہاء۔ یہ اس شخص کا جہل عظیم ہے۔ کیونکہ علمائے عقائد حقہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام جمہور علماء کے نزدیک نبی ہیں اور قرآن مجید صاف ناطق ہے۔ اختلاف حال ومال وحی موسیٰ اور الہام مادر موسیٰ ہیں۔ کیونکہ ہر چند ان کو الہام منجانب اللہ تعالیٰ ہوا تھا کہ اپنے فرزند کو دریا میں ڈال دے۔ وہ سلامتی سے تیرے پاس آجائے گا۔

چنانچہ قرآن مجید میں فرمان ہے کہ جب تو موسیٰ کے معاملے میں خائف ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور خوف وغم نہ کرنا۔ ہم تیری طرف اس کو لٹا دیں گے اور اس کو رسول بنادیں گے۔ یہ ترجمہ ہے آیات کا 'تو اس الہام پر مادر موسیٰ کو خود بھی اطمینان نہیں ہوا تھا۔ ورنہ اس کی ایسی حالت نہ ہوتی۔ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے: ''واصبح فوادام موسیٰ فارغا۔'' یعنی اور ہو گیا دل ماں موسیٰ کا خالی صبر سے۔ تحقیق نزدیک تھا کہ البتہ ظاہر کر دے اس کو اگر باندھ نہ رکھتے ہم اوپر دل اس کے 'تو کہ ہوا ایمان والوں میں سے اور بے شک حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام اس وحی میں مطمئن تھے کہ: ''لاتخاف درکاولاتخشی' یعنی فرعونیوں کے پکڑ لینے سے مت ڈر۔ اسی لئے جب آپ کے اصحاب متحیر ہوئے اور قوم فرعون کے لشکر کو دیکھ کر بولے۔ جیسا کہ قرآن میں خبر دی گئی ہے کہ بے شک پکڑے گئے۔ تب حضرت موسیٰ کے جواب کو قرآن نے یوں حکایت کیا کہ ہرگز نہیں پکڑے جانے میرے ساتھی۔ میرا رب ہے مجھے راستہ دکھادے گا۔

پس بشہادت قرآن مبین وحی رسالت یا الہام اولیاء میں فرق آسمان وزمین پیدا ہو گیا اور جوان دونوں کو ایک ہی جانتا ہے وہ بالکل باطل پر ہے۔ بالیقین اور حدیث: ''علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل'' بے اصل ہے۔ چنانچہ دمیری اور زرکشی اور عسقلانی تینوں نے کہا ہے۔ علامہ قاری نے رسالہ المصنوع فی احادیث الموضوع میں اس پر تصریح کی ہے۔ مطبوعہ لاہور کے ص۱۶ سطر ۱۹ میں دیکھو۔ رہا دعویٰ صاحب براہین کہ میں تابع ہوں آنحضرت ﷺ کی شریعت کا۔ سو ہر چند یہ دعویٰ محض زبانی ہے دل میں نہیں۔ جیسا کہ اس کی کتاب اس پر شاہد ہے اور عنقریب اس کا بیان ہوگا۔ تاہم دعویٰ اتباع منافی النبوت ورسالت سے نہیں ہے۔ کیونکہ براہین کے صفحہ ۴۹۹' خزائن ص۵۹۴ میں ہے کہ: ''مسیح ایک

کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا۔ اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔" انتہاء!

پس جیسا کہ بموجب زعم براہین والے کے اتباع اور خادمیت حضرت موسیٰ نے حضرت مسیح کی نبوت میں کچھ خلل اندازی نہیں کی۔ ویسا ہی یہ شخص باوجود اتباع آنحضرت ﷺ کے اپنے آپ کو خصائص نبوت ورسالت سے موصوف کررہا ہے اور نیز انبیاء اگرچہ بحسب مراتب وقرب عنداللہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔

چنانچہ تیسرے سپارہ کا ابتدائے آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ وہ رسول ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے مگر مومن بہ ہونے میں سب انبیاء برابر ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مؤمنین سے حکایت فرمائی ہے کہ ہم انہیں فرق کرتے ہیں۔ یعنی ایمان لانے میں رسولوں کے درمیان۔ الحاصل غور کرنے والا عالم جب ملہمات صاحب براہین میں تدبر اور تعمل فرماتا ہے تو یقیناً معلوم کرجاتا ہے کہ براہین والے نے صاف دعویٰ برابری کا انبیاء سے کیا ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ ص۵۱۱ خزائن ص۶۱۱ میں آیت:"قل انما انا بشر ۰ "کو اپنے حق میں نازل کرکے صفحہ۵۱۲ خزائن ص۶۱۲ میں اس کا ترجمہ یوں لکھتا ہے:"پھر فرمایا ہے کہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں۔ مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہیں۔ وہی اکیلا معبود ہے۔ جس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا نہیں چاہئے۔"انتہاء بلفظہ

اور براہین کے ص۲۴۲ خزائن ص۲۶۷ میں آیت:"واتل علیهم ۰ "کو اپنے حق میں نازل کرلیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے اور پڑھ ان پر جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف تیرے رب سے۔"پس یہ صریح مقابلہ ہے صاحب براہین کا سیدالمرسلین ﷺ سے۔ الغرض براہین کا مؤلف ہرچند اپنی زبان سے صریح دعویٰ نہیں کرتا کہ میں نبی ہوں۔ تاکہ اہل اسلام خواص وعوام بلوے نہ کردیں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ کوئی خاص الخاص انبیاء سے باقی نہیں چھوڑا۔ جس کو اس نے اپنے لئے ثابت نہ کرلیا ہو۔ بلاشبہ اس کی مثال علی گڑھ والے نیچری کی ہے جس طرح اس نے اسلام کے فرائض کو اٹھادیا اور کبیرہ گناہوں کو حلال بنادیا۔ جس پر اس کی تفسیر قرآن اور اخبار تہذیب الاخلاق شاہد ہے اور فقیر راقم الحروف کان اللہ لہ نے اس کے ہفوات کے رد میں ایک رسالہ مستقلہ جس کا نام "جواہر مفیۂ رد نیچریہ" ہے شائع کیا ہے۔ فالحمدللہ علی ذالك!

بقیہ: شب برات

تیری پناہ میں آتا ہوں۔ سب سے اللہ کی پناہ میں آجؤ۔ سب سے بڑی دولت اللہ کی رضامندی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عافیت ہے۔ یہ رضا اور عافیت دو چیزیں جس کو مل گئیں تو سب کچھ مل گیا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

ترجمہ:......"یعنی اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ اس لئے کہ ایمان ویقین کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں جس کو آدمی مانگے۔" (کنزالعمال ج۲ حدیث ۳۲۰۹)

جن پریشانیوں میں ہم مبتلا ہیں ان سے بھی اور جن پریشانیوں میں مبتلا ہوسکتے ہیں ان سے بھی۔ بس انہی معروضات پر ختم کرتا ہوں۔ آپ حضرات دعا فرمائیں حق تعالیٰ شانہ ہمیں ایمان صحیح نصیب فرمائے۔ اپنی رضا نصیب فرمائے۔ ہماری بخشش فرمائے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو کچھ عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے جو کچھ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کچھ نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی کیفیت

ہم کئی دفعہ اس مشکل مسئلہ کو حل کر کے لوگوں کو بتا چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو الہام ہوتے تھے۔ مگر کس کیفیت سے۔ اس کیفیت سے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو جس بات کا خیال لگا رہتا تھا اور اس کی نسبت جو ایک واہمہ گزرتا تھا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام ہے۔ یہ اور بات ہے کہ دوسرے لوگ اس کو خیال خام یا بلی کو چھیچھڑوں کا خواب کہیں۔ مگر: ''لامناقتة فی الا صطلاح'' اصطلاح پر اعتراض نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی اصطلاح میں یہی الہام ہے۔ اس کی ایک تازہ مثال سنئے۔ قادیانی اخباروں نے ایک نئی بے پر کی اڑائی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام

''۴ جولائی ۱۹۰۷ء کی صبح کو حضرت ام المومنین (مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی) بمعہ صاحبزادگان و دیگر اہل بیت و اقارب و خدام و اہل بیت حضرت مولوی نور الدین صاحب قریباً اٹھارہ کس بہمراہی حضرت میر ناصر نواب صاحب (خسر مرزا قادیانی) پانچ چھ روز کے واسطے بغرض تبدیلی ہوا لاہور کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اس قافلہ کی روانگی سے تین چار روز پہلے عاجز راقم (ایڈیٹر اخبار البدر) نے اسٹیشن ماسٹر بٹالہ کو ایک خط لکھا تھا کہ اس قافلہ کے واسطے ایک درمیانہ درجہ کی گاڑی کے چند خانے ریزرو کئے جائیں تاکہ ضرورت ہو تو الگ گاڑی منگوالی جائے۔ وہ خط ایک خاص آدمی کے ہاتھ روانہ کیا گیا تھا۔ اور اس میں تاریخ اور وقت سب لکھا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے مطابق ۴ جولائی کی صبح کو یہاں سے روانگی ہوئی۔ اسی روز بعد نماز عصر حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی ملعون) نے مسجد مبارک میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کو خاص طور پر مخاطب کیا۔ جبکہ عاجز راقم (ایڈیٹر اخبار البدر) بھی پاس ہی کھڑا تھا۔ اور فرمایا کہ: ''آج دو بجے دن کے مجھے خیال آیا کہ ہمارے گھر کے آدمی اب شاید امرتسر پہنچ گئے ہوں گے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ امن و امان سے لاہور پہنچ جائیں۔ تب اس خیال کے ساتھ ہی کچھ غنودگی ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ نخود کی دال (جو رنج اور نا خوشی پر دلالت کرتی ہے) میرے سامنے پڑی ہے اور اس میں کشمش کے دانے قریباً اس قدر ہیں اور میں اس میں سے کشمش کے دانے کھا رہا ہوں اور میرے دل میں خیال گزر رہا ہے کہ یہ ان کی حالت کا نمونہ ہے۔ اور دال

سے مراد کچھ رنج اور ناخوشی ہے کہ سفر میں ان کو پیش آئی ہے یا آنے والی ہے۔ پھر اسی حالت میں میری طبیعت الہام الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی اور اس بارے میں الہام ہوا خیر لھم خیر لھم یعنی ان کے لئے بہتر ہے۔ ان کے لئے بہتر ہے۔ بعد اس کے اسی نظارہ خواب میں چند پیسے دیکھے کہ وہ اور تشویش پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسا کہ چنے کی دال بھی ایک ناگوار اور رنج کے امر پر دلالت کرتی ہے۔ فقط!'' (اخبار البدر قادیان ۴ جولائی ۱۹۰۷ء)

یہ الہام اور خواب سنا کر حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) حسب معمول اندر تشریف لے گئے اور اس کے سننے میں اس وقت تمام جماعت جو نماز کے لئے آئی ہوئی تھی شامل تھی۔ خلیفہ رشید الدین صاحب شیخ علی محمد صاحب سوداگر جموں وغیرہ بہت سے دوست تھے۔ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) کے اندر جانے کے بعد مولوی حکیم نورالدین نے دوبارہ سہ بارہ اسی مسجد میں پھر یہ سب لوگوں کو اسی وقت سنایا۔ کیونکہ بعض لوگ جو دور تھے انہوں نے حضرت کی آواز اچھی طرح نہ سنی تھی۔ غرض اس الہام اور خواب کی جب اچھی طرح اشاعت ہوگئی تو قریب شام کے اپنا آدمی جو سب قافلہ کو ریل پر سوار کرا کے واپس آیا تھا اس کی زبانی معلوم ہوا کہ عین دوپہر کی گرمی میں ریل کے اندر مسافروں کی کشاکش سے بچنے کے واسطے جو انتظام ریزرو کا کیا گیا تھا کہ وہ نہ ہوسکا۔ کیونکہ لاہور سے کوئی الگ گاڑی اس مطلب کے واسطے نہ پہنچ سکی تھی۔ اور اس سبب سے تشویش ہوئی۔ اس طرح خواب کا حصہ پورا ہوا۔ مگر پھر بھی بموجب بشارت الہام کے خیریت رہی اور معمولی گاڑی میں آرام سے بیٹھ کر چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی ملعون) نے فرمایا کہ خواب اور الہام تو ایک طرح پورا ہوگیا۔ مگر ایک خیال مجھے باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ چیزیں جو رنج اور ناخوشی پر دلالت کرتی ہیں وہ دوبارہ دکھلائی گئی ہیں۔ یعنی اول چنے کی دال دکھائی گئی اور پھر چند پیسے دکھلائے گئے۔ ایسا ہی الہام بھی دودفعہ ہوا کہ خیر لھم خیر لھم اس لئے دل میں ایک یہ خیال ہے کہ خدانخواستہ کوئی اور امر مکروہ پیش نہ آیا ہو۔ جس کے لئے دودفعہ دو ایسی چیزیں دکھلائی گئیں کہ علم تعبیر کی رو سے رنج اور تشویش پر دلالت کرتی ہیں اور ایسا ہی ان سے محفوظ رکھنے کے لئے دودفعہ یہ الہام ہوا کہ خیر لھم خیر لھم۔ یہ میرا خیال ہے۔ (بدر ج۱۱ نمبر ۲۸ ص۴، ۴ جولائی ۱۹۰۷ء، تذکرہ ص۷۲۲، ۷۲۱ طبع ۳)

ناظرین کرام!

اس ساری تقریر کو بغور پڑھنے سے مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی کی حقیقت صاف کھل جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ان خیالات کا نام الہام اور وحی تجویز کرتا ہے جو عموماً تفکر کے موقع پر ہر ایک انسان کو سوجھا کرتے ہیں۔ بس اب تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مولوی عالم مرزا غلام احمد قادیانی ملعون وکذاب کے ایسے الہامات کی تکذیب کرے۔

ھرکہ شك آرد .... گردو!

☆......☆......☆

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

7 ستمبر 1974ء کے تاریخی فیصلہ کی یاد میں عشرہ ختم نبوت منایا گیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس دوروز جاری رہ کر ختم ہوگیا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش' مولانا عبدالکریم' مولانا محمد اسحٰق نے کی۔ اجلاس میں ملک بھر سے آئے ہوئے دو درجن سے زائد مبلغین نے شرکت کی۔ 6 ستمبر سے 17 ستمبر تک ملک بھر میں عشرہ ختم نبوت منایا گیا۔ چنانچہ 7 ستمبر 1974ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا کی یاد میں 6 ستمبر کوہاٹ' 7 ستمبر پشاور' ڈیرہ اسماعیل خان' 8 ستمبر لاہور' 9 ستمبر گوجرانوالہ' 10 ستمبر سرائے عالمگیر' 11 ستمبر شیخوپورہ' 12 ستمبر ساہیوال' 15 ستمبر بہاول پور' 16 ستمبر علی پور' 17 ستمبر کو رحیم یار خان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ جن کی صدارت قائد تحریک ختم نبوت' امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' نائب امیر حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ' عظیم روحانی درگاہ کے سجادہ نشین حضرت میاں سراج احمد دین پوری نے فرمائیں۔ کانفرنسوں میں دینی جماعتوں کے راہنما' سیاسی عمائدین' قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران نے خطاب فرمایا۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر 3/2 اکتوبر کو جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوگی جس میں عمائدین ملت' دینی وسیاسی راہنما خطاب فرمائیں گے۔ کانفرنس کے انتظامات کے لئے کئی ایک کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ انتظامی کمیٹی کا اجلاس 20 ستمبر کو چناب نگر میں منعقد ہوگا۔ استقبالیہ کمیٹی کے سربراہ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ہوں گے۔ ایک اور کمیٹی قائم کی گئی جو مولانا اللہ وسایا' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی پر مشتمل ہوگی۔ جو دینی شخصیات' سیاسی راہنماؤں اور خطباء ومقررین سے رابطہ قائم کرے گی۔ اس کانفرنس میں علامہ شاہ احمد نورانی' مولانا فضل الرحمٰن' قاضی حسین احمد' پروفیسر ساجد میر' حافظ حسین احمد' جناب لیاقت بلوچ' مولانا محمد تقی عثمانی' مولانا شیخ نذیر احمد' مولانا عبدالمجید لدھیانوی' مولانا عبدالغفور حیدری کی شرکت متوقع ہے۔ چنانچہ کمیٹی نے رابطہ شروع کر دیا ہے۔ اجلاس میں عہد کیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین پوری دنیا میں قادیانیوں کا ناطقہ بند کر دیں گے۔ اجلاس میں قادیانی جماعت جرمنی کے رہنماؤں کے قبول اسلام کرنے کا خیر مقدم کیا گیا اور دنیا بھر کے قادیانیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ نیز

ایک قرارداد کے ذریعہ کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تبلیغی مساعی سے قادیانیت پژمردگی کا شکار ہو چکی ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مرکزی مبلغین مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل' مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر' مولانا قاضی احسان احمد' مولانا مفتی محمود الحسن' مولانا مفتی خالد میر اسلام آباد' مولانا امام الدین قریشی مظفر گڑھ' مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاول پور' مولانا حافظ احمد بخش رحیم یار خان' مولانا عبد الستار خانیوال' مولانا عبد الحکیم نعمانی چیچہ وطنی' مولانا عبد الرزاق مجاہد اوکاڑہ' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور' مولانا فقیر اللہ اختر گوجرانوالہ' مولانا محمد طیب فاروقی منڈی بہاؤالدین' مولانا محمد عارف ندیم سیالکوٹ' مولانا صفی الرحمٰن شیخوپورہ' مولانا محمد زمان فیصل آباد' حکیم مختار احمد خوشاب' مولانا عبد الستار حیدری لیہ' مولانا محمد یوسف نقشبندی ڈیرہ غازی خان' مولانا محمد حسین ناصر سکھر' مولانا محمد علی صدیقی میر پور خاص' مولانا خان محمد کندھانی تھرپارکر سندھ سمیت متعدد مبلغین نے ملتان شہر کی مرکزی مساجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور تبلیغی سرگرمیوں سے پوری دنیا میں قادیانیت پژمردگی کا شکار ہو چکی ہے۔ ہر ماہ بیسوں قادیانی حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ اگر حکمران قادیانیت نوازی ترک کر دیں تو دنیا بھر سے قادیانیت کا نام و نشان ختم ہو سکتا ہے۔ پاکستان اور اسلام کے خلاف قادیانیوں کے پروپیگنڈہ کے تعاقب کے لئے مجلس کے زیر اہتمام سیل قائم کر دیا گیا ہے جو ان کی اسلام اور پاکستان دشمنی کا توڑ کرے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر منظم طور پر قادیانیت کا تعاقب اس کے خاتمہ تک جاری رکھیں گے۔

اسلام آباد ختم نبوت اجتماع

جامع مسجد مدنیہ حقانیہ اسلام آباد میں مجاہد کبیر حضرت مولانا قاری احسان اللہ صاحب کی زیر صدارت 15 اگست قبل از جمعہ اجتماع عام منعقد ہوا۔ مولانا اللہ وسایا اور اسلام آباد کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کے بیانات ہوئے۔ بہت بڑا اجتماع تھا۔ خطبہ جمعہ حضرت مولانا قاری احسان اللہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔

مانسہرہ میں سالانہ اجتماع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ تقریری و تحریری مقابلہ عمر آڈیٹوریم مانسہرہ میں 16 اگست 2003ء کو منعقد ہوا۔ ہزارہا طلباء و طالبات نے ختم نبوت یوتھ فورس مانسہرہ کے اس مقابلہ میں حصہ لیا۔ اس کی علیحدہ دوسری جگہ رپورٹ شامل ہے۔

نواں کوٹ میں تقریب دستار بندی

16 اگست بعد از ظہر نواں کوٹ مدرسہ عربیہ کا سالانہ جلسہ دستار بندی منعقد ہوا۔ علاقہ بھر کے علماء و مشائخ سٹیج

پر تشریف فرما تھے۔ مانسہرہ سے ختم نبوت کے نمائندہ وفد نے اس میں شرکت کی۔ مولانا اللہ وسایا کا آخری بیان ہوا اور مولانا نے طلباء کی دستار بندی کرائی۔ یہ مدرسہ علاقہ میں حفظ و ناظرہ میں مثالی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ جامع مسجد کے ساتھ مزید 9 مرلہ جگہ مدرسہ کے لئے حاصل کر لی گئی ہے۔

جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں بیان

جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں 17 اگست عصر سے قبل جامعہ کے طلباء سے مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا ظہور احمد علوی نے خیر مقدمی کلمات ارشاد فرمائے۔ خطاب کے وقت جامعہ کے تمام اساتذہ و مشائخ سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ جامعہ کے شیخ الکل حضرت مولانا عبدالقیوم اور جامعہ کے مفتی حضرت مولانا عزیز الرحمن نے ختم نبوت کے وفد سے خصوصی ملاقات کی۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

گولڑہ شریف حاضری

18 اگست کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے رہنما حضرت مولانا احسان اللہ کی قیادت میں ختم نبوت کے وفد جس میں مولانا اللہ وسایا اور مولانا قاضی احسان احمد شامل تھے گولڑہ شریف حاضری دی۔ حضرت صاحبزادہ نصیر الدین نصیر سجادہ نشین حضرت میاں عبدالحق صاحب گولڑوی سے وفد نے ملاقات کی۔ 3/2 اکتوبر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے دعوت نامے دیئے۔ خانقاہ عالیہ کی لائبریری سے استفادہ کے لئے مولانا قاضی احسان احمد کے ذریعہ تفصیلات طے کی گئیں۔ سجادہ نشین حضرات نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

ختم نبوت کورس گوجرخان

20/19/18 اگست کو جامع مسجد خلفائے راشدین میں عصر تا مغرب سہ روزہ ختم نبوت کورس کی کلاس لگی۔ نمازیان، شہریان اور دینی مدارس کے علماء و طلباء کی بہت بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی۔ نیز دو دن مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ سوالات و جوابات کی محفل منعقد ہوئی۔ یہ تمام پروگرام جامعہ مسجد خلفائے راشدین کے خطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرخان کے امیر حضرت مولانا عبدالمتین صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں سرانجام پائے۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمود الحسن، مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا تینوں دن قیام دارالقرآن گوجرخان محترم قاری فضل کریم کے ہاں رہا۔ دریں اثناء ختم نبوت کے وفد نے شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا صاحبزادہ محمد حسین صاحب سے ملاقات کی۔ حضرت نے اپنی دعاؤں سے مجلس تحفظ ختم نبوت کو نوازا۔

ختم نبوت کانفرنس گوجرخان

20 اگست بعد از عشاء حیات سرروڈ گوجرخان میں جلسہ عام منعقد ہوا۔ گردونواح کے علماء، طلباء، اور عوام کی حاضری بھرپور رہی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا قاضی حمید اللہ خان ایم این اے، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد

اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔ نظم جناب ذوالفقار احمد نے پیش کی۔ سٹیج سیکرٹری مولانا مفتی محمود الحسن تھے۔

ختم نبوت کانفرنس کہوٹہ

جامعہ مسجد کہوٹہ میں 19 اگست کو بعد از مغرب سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر مسجد کے زیر اہتمام مدرسہ سے فارغ ہونے والے حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا اور دیگر علمائے کرام کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس جہلم

21 اگست بعد از عشاء جامع مسجد بسم اللہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جہلم کے امیر مولانا قاری شیر محمد صاحب نے فرمائی۔ کانفرنس کے انتظامات محترم قاری صاحب خطیب مسجد ہذا نے کئے۔ دیگر علمائے کرام کے علاوہ مولانا اللہ وسایا نے آخری خطاب کیا۔

کنجاہ میں خطبہ جمعہ

22 اگست کو جامع مسجد مدنی میں جمعہ کے اجتماع سے حضرت مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ خطبہ جمعہ خطیب مسجد مدنی حضرت مولانا عبدالرحمن نے ارشاد فرمایا۔ گوجرانوالہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کا شہر کی جامع مسجد میں خطاب ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس جلالپور جٹاں

21 اگست کو بعد از مغرب جلالپور جٹاں میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا فقیر اللہ اختر نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس منڈی بہاؤالدین

22 اگست کو بعد از عشاء مسجد نور منڈی بہاؤالدین میں سالانہ ضلعی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا قاضی حمید اللہ ایم این اے، مولانا اللہ وسایا، حضرت شیخ القرآن کے جانشین حضرت مولانا اشرف علی کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے امیر حضرت مولانا ارشاد اللہ صدیقی مہتمم جامعہ نورالہدیٰ نے فرمائی۔ سٹیج سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی تھے۔ ضلع بھر سے علماء کرام کی قیادت میں وفود نے شرکت کی۔ کانفرنس مثالی طور پر کامیاب ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس کسوآنہ

23 اگست کو کسوآنہ نزد احمد پور سیال ضلع جھنگ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے منتظم اور سٹیج سیکرٹری جناب پروفیسر محمد عمر حیات صاحب تھے۔ کانفرنس سے مولانا حق نواز خالد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا غلام

حسین‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد اشرف طاہر‘ مولانا عبدالرؤف قاسمی‘ مولانا محمد سلطان حیدری اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔ جناب بلال چشتی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس دس بجے سے چھ بجے تک بخیر وخوبی مثالی طور پر منعقد ہوئی۔

گستاخ رسول بشیر احمد کو سزائے موت اور چھ لاکھ روپے جرمانہ

تقریباً دو سال پہلے بشیر احمد ولد نور محمد بستی جوڈانہ بہاول نگر کے رہائشی نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا۔ بشیر نے اپنے آپ کو قلندر کہتا اور یہ کہتا کہ قلندروں کا درجہ نبیوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کو کہتا کہ مجھ میں حضورﷺ کی روح آ گئی ہے۔ میرے پاس بیٹھنے والے میرے صحابی ہیں۔ آقائے دو جہاںﷺ کی شان میں ایسے نازیبا الفاظ بولے کہ کوئی انسان سن نہیں سکتا۔ اس کی محافل میں ختم نبوت کے رضا کار جاتے رہے اور اس کی کفریہ گفتگو ٹیپ کرتے رہے۔ 30 اکتوبر 2003ء کو ختم نبوت بہاول نگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی نے 295 سی اور 295 اے کے تحت مقدمہ درج کروا کر اس کو گرفتار کرایا۔ یہ کیس مختلف عدالتوں میں زیر سماعت رہا۔ دوران سماعت ملزم کے بیٹوں نے مدعی کیس مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم رحمانی اور گواہان کو بیس لاکھ روپے کی آفر کرائی۔ کیونکہ ملزم کروڑ پتی ہے۔ لیکن مبلغ ختم نبوت اور گواہان نے کہا کہ ہمارے سامنے قیامت کے دن آقائے دو جہاںﷺ کی شفاعت ہے۔ ملزم کی طرف سے وکیل چوہدری رفیق ناصر ہوا اور ختم نبوت کی طرف سے کیس لڑنے کی یہ سعادت شیخ طلعت محمود ککے زئی اور مشتاق احمد پراچہ کو نصیب ہوئی۔ دو سال کے عرصہ سماعت کے بعد 6 اگست 2003ء کو ایڈیشنل جج راؤ جاوید اختر کو اللہ تعالیٰ نے اس اعزاز سے نوازا کہ اس نے فائنل بحث کے بعد ٹیپ ریکارڈ سنا۔ اسی روز ہی فیصلہ سنایا۔ فیصلہ کے وقت عدالت میں پولیس کی کافی نفری مسلح موجود تھی۔ تمام آدمیوں کو عدالت کے کمرہ سے کافی دور کر دیا گیا۔ آواز پڑنے پر مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم رحمانی فیصلے کی سماعت کے لئے کمرہ عدالت میں گئے۔ جج نے ملزم کو سزائے موت اور چھ لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی اور اپیل کے لئے صرف سات دن کا ٹائم دیا۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں چھ ماہ قید ہوگی۔ فیصلہ سنتے ہی مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور دفتر ختم نبوت میں لوگ مبارک باد دینے کے لئے آنا شروع ہو گئے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل بھی ختم نبوت بہاول نگر نے مرزائیوں کے خلاف 298 سی کا مقدمہ درج کرایا تھا جس میں ملزم عطاء اللہ مرزائی کو دو سال قید بامشقت اور دو ہزار روپے جرمانہ ہوا تھا۔ مولانا محمد قاسم رحمانی نے اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جب تک میرے جسم میں خون کا آخری قطرہ ہے گستاخان رسولﷺ کے خلاف جہاد کرتا رہوں گا۔ اگر اس راستہ میں موت آ گئی تو میرے لئے سعادت کی موت ہوگی۔ کیس میں ختم نبوت کے رضا کار جناب ماسٹر غلام حسین‘ حاجی محمد یعقوب‘ راؤ لیاقت علی‘ ارشاد احمد‘ محمد امین اور مولانا سعید احمد نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کام کیا اور اس کذاب کو پھانسی کے پھندے تک پہنچایا۔

چناب نگر میں قادیانی باپ بیٹے کا قبول اسلام

جرمنی کے نومسلم ہونے والے سابق قادیانی شیخ راحیل احمد کے اسلام قبول کرنے کے اقدام سے متاثر ہو کر چناب نگر کے دو قادیانی باپ بیٹے ارجمند احمد خان اور شہزاد احمد خان نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی نرخ

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
قیمت: -/150

مقدمہ قادیانی مذہب
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
قیمت: -/75

خاتم النبیین
حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ
ترجمہ: مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/70

تحفہ قادیانیت
جلد اول
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

تحفہ قادیانیت
جلد دوم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

تحفہ قادیانیت
جلد سوم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

تحفہ قادیانیت
جلد چہارم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

تحفہ قادیانیت
جلد پنجم
مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
قیمت: -/150

احتساب قادیانیت
جلد اول
مولانا لال حسین اخترؒ
قیمت: -/100

احتساب قادیانیت
جلد دوم
مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد سوم
مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد چہارم
حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ
حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد پنجم
مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد ششم
قاضی سلیمان منصور پوریؒ
پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد ہفتم
مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد ہشتم
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد نہم
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
قیمت: -/125

احتساب قادیانیت
جلد دہم
مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ
قیمت: -/125

قومی تاریخی دستاویز
مولانا اللہ وسایا
قیمت: -/100

آئینہ قادیانیت
مولانا اللہ وسایا
قیمت: -/50

قادیانی شبہات کے جوابات
مولانا اللہ وسایا
قیمت: -/50

رئیس قادیان
مولانا محمد رفیق دلاوریؒ
قیمت: -/100

سوانح مولانا تاج محمودؒ
صاحبزادہ طارق محمود
قیمت: -/80

رفع نزول عیسیٰ علیہ السلام
مولانا عبداللطیف مسعود
قیمت: -/100

نوٹ: تحفہ مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/600، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ رعایتی قیمت -/1000

رابطہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122 583486

نوٹ: ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا۔

فرمائے گئے یہ بادی — لانبی بعدی

بمقام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

زیر سرپرستی

خان محمد صاحب دامت برکاتہم

نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدرسہ ختم نبوة مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۴ھ بمطابق 4 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2003ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/51422

ضروری اعلان!

اہل علم توجہ فرمائیں!!!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر و اشاعت کے زیر اہتمام احتساب قادیانیت کی جلد گیارہ کی ترتیب تخریج و تحقیق کا کام شروع ہے۔ یہ جلد بابو پیر بخشؒ کی تصانیف پر مشتمل ہوگی۔ اس کیلئے ماہنامہ تائید الاسلام لاہور نومبر ۱۹۲۲ء، ستمبر ۱۹۲۱ء، جون ۱۹۲۵ء کے تین شمارہ جات درکار ہیں۔ براہ کرم اس کی تلاش میں مدد فرمائیں۔ جن کے پاس یہ شمارہ جات ہوں مطلع کریں۔ فوٹو درکار ہیں۔ کرم ہوگا۔ (مولانا اللہ وسایا)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان/ فون: 514122-583486

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سے تعاون کی اپیل!

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عدالتوں میں قادیانی، مسلم مقدمات کی پیروی کر رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے ذریعہ سینکڑوں علماء کو ہر سال قادیانی، عیسائی، بہائی گوہر شاہی اور یوسف کذاب جیسے گمراہ فرقوں کے مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرکزی دفتر میں تالیف وتصنیف کا شعبہ اور عالمی لائبریری کا اہتمام کیا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ، مبلغین، تبلیغی دفاتر، لٹریچر، ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک کے ذریعے تبلیغ واشاعت وحفاظت دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ

زکوٰۃ، صدقات، عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور معاونت فرمائیں۔

نوٹ مجلس زکوٰۃ وصدقات کی رقوم اپنے زیر انتظام مدارس دینیہ پر صرف کرتی ہے۔ اس لئے رقم دیتے وقت مد کی صراحت فرمائیں۔ امداد مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	مرکزی ناظم اعلیٰ
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم	حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی صاحب مدظلہ	حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان
514122

نیا ویب سائٹ ایڈریس: www.khatm-e-nubuwwat.com
http://www.lolaak.clickhere2.net